اسلام اور برصغیر

اصل اسلام قرآن وسنت کی روشنی میں

کتاب کے اہم نکات

- برصغیر میں اسلام کی آمد وفروغ
- قرآن وسنت کی روشنی میں اصل اسلامی تعلیمات
- برصغیر کی تہذیب ومعاشرت پر اسلام کے اثرات
- فکری انحرافات اور اصل اسلام کی پہچان

مصنف: محمد رمضان بن محمد اقبال بھٹی
سربراہ ادارہ روشنی کا سفر
اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان
WhatsApp: +923336648990
Email: roshnikasafar@gmail.com

اسلام اور برصغیر

(اصل اسلام قرآن و سنت کی روشنی میں)

نامِ کتاب: اسلام اور بر صغیر

مصنف: محمد رمضان بن محمد اقبال بھٹی

سرپرست و ناشر: ادارہ روشنی کا سفر، اوکاڑہ، پاکستان

اشاعت کی نوعیت: مفت ڈیجیٹل ایڈیشن
(غیر تجارتی و عمومی اشاعت)

سرپرستی و رابطہ: روشنی کا سفر، اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان
roshnikaısafar@gmail.com

جملہ حقوقِ اشاعت و دعوئ مقصد

- یہ کتاب دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لیے تبار کی گئی ہے۔ اس کو غیر تجارتی بنیادوں پر مفت عوام کے لیے شائع کرنے کی مکمل اجازت ہے۔

- تاہم، بغیر ترمیم و تحریف کے کتاب کا اصل متن برقرار رکھنا لازم ہے، اور کبھی بھی تجارتی استعمال (فروخت) کے لیے ادارے سے تحریزی اجازت درکار ہوگی۔

جملہ حقوقِ بحق منصف محفوظ ہیں۔

ایڈیشن نمبر: 1.0
(پہلا ایڈیشن)

سَنِ اشاعت: 2026ء
1446ھ

ISBN: 978-969-XXXX-XX-X

ادارہ: روشنی کا سفر، اوکاڑہ
اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان

فہرستِ ابواب و مضامین

	حصہ	صفحہ PDF
1	مقدمہ	4
2	طریقۂ تحقیق	10
3	کتاب لکھنے کا مقصد	14
4	ابتدائی حصہ	19
5	باب اول: برصغیر محل وقوع اور اسلام سے قبل کی حالت	27
6	باب دوم: ملا کا تصور اور اسلام	33
7	باب سوم: خاندانی نظّام اور اسلامی معاشرت	91
8	باب چہارم: فقہ، اجتہاد اور اہم مسائل	163
9	اختتام	262
10	مصنف کا تعارف	388

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

❀ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الۡكَرِيمِ، وَعَلٰى آلِهِ وَأَصۡحَابِهِ أَجۡمَعِينَ ❀

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمائی اور اس کی عملی تشریح کے لیے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیے یہی دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔

☜: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❀إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ❀

: بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

(سورۃ آل عمران: 19) ➤

☜: اور فرمایا:

❀ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا❀

: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر پسند کر لیا۔

(سورۃ المائدہ: 03) ➤

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اختلاف کی صورت میں فیصلے کے لیے صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع

کیا جائے۔

☜: ❀ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ ❀

🪶: اگر تم کسی چیز میں اختلاف کر بیٹھو تو اسے اللہ اور (اس کے) رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ۔

(سورۃ النساء: 59) ➤

☜: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❀ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ ❀

🪶: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے، گمراہ نہیں ہو گے، کتاب اللہ اور میری سنت۔

(**کتاب**: الموطأ امام مالک حدیث نمبر: 1533، باب: النہی عن القول بالقدر, تقدیر کے بارے میں بات کرنے کی

ممانعت) ➤

☜:اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

❀ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ❀

: تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، لہٰذا میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

(سنن ابو داؤد: کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، حدیث نمبر: 4607) ➤

☜: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ہمیشہ قرآن وسنت کو ہی معیار بنایا اور اس پر مکمل طور پر عمل کر کے بھی دیکھا۔

☜: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اتَّبِعُوا وَلَا تَبْتَدِعُوا، فَقَدْ كُفِيتُمْ، عَلَيْكُمْ بِالْأَمْرِ الْعَتِيقِ۔

: ہمیں اتباع کرنے والا ہونا چاہیے، نئی راہیں نکالنے والا نہیں، کیونکہ دین مکمل کر دیا گیا ہے۔

(سنن الدارمی، اثر نمبر: 207، کتاب: المقدمة (مقدمہ)، باب: باب فِي كَرَاهِيَةِ الأَخْذِ بِالرَّأْيِ، رائے اور بدعت سے بچنے کا بیان، مصنف: امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن) ➤

☜: یہ کتاب اسی اصول پر لکھی گئی ہے کہ اسلام کو قرآن مجید، صحیح سنت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کی روشنی میں سمجھا جائے۔ اس کتاب کا مقصد کسی فرد، جماعت یا مسلک پر حملہ کرنا نہیں، بلکہ قاری کو اصل اسلامی مصادر کی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ ہر شخص خود دلائل کو دیکھ کر غور و فکر کر سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ادنا، کاوش کو اپنی رضا کے لیے قبول فرمائے، اس میں موجود غلطیوں کو معاف فرمائے، اور اسے میرے، میرے والدین اور تمام مسلمانوں کے لیے نفع بخش بنائے۔

🪶 :❀ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ❀

(سورہ الھود: 88)

مصنف: 👉

محمد رمضان بن محمد اقبال بھٹی

سربراہ ادارہ، روشنی کا سفر، اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان

طریقہ تحقیق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

◈ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِینَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہِ الۡکَرِیمِ، وَعَلٰی آلِہِ وَأَصۡحَابِہِ أَجۡمَعِینَ، أَمَّا بَعۡدُ ◈

تمہید:

ہر علمی تحقیق کی اساس ہمیشہ اس کے معتبر اصولوں اور بنیادی مصادر پر استوار ہوتی ہے۔اسی فکری تقاضے کے پیشِ نظر اس کتاب کے آغاز ہی میں اس کے منہجِ تحقیق کو واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے،تاکہ قاری پر یہ حقیقت منکشف ہو سکے

کہ اس کتاب میں زیرِ بحث آنے والے تمام مباحث کن مستند بنیادوں اور کن روشن اصولوں کے تابع ہیں۔

: اس کتاب میں دینِ اسلام کے کسی بھی مسئلے پر بحث کرتے وقت سب سے پہلے قرآنِ مجید کو بنیادی اور حتمی مصدر بنایا گیا ہے؛ کیونکہ وہ ربِ کائنات کی نازل کردہ آخری، جامع اور محفوظ کتاب ہے جو تا اندااِ روزگار تمام بنی نوع انسان کے لیے سراسر ھدایت کا سرچشمہ ہے۔

: قرآنِ مجید کے بعد سنتِ نبوی ﷺ کی صحیح اور مستند احادیث سے استدلال کو ترجیح دی گئی ہے؛ کیونکہ کلامِ الٰہی کی عملی تشریح، جامع توضیح اور تطبیق صرف اور صرف رسولِ اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ ہی سے اجاگر ہوتی ہے۔ مزید برآں، خالقِ کائنات نے اپنے حبیبِ مکرم ﷺ کی اطاعت کو اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے۔

🪶: اس فکری سلسلے کی تیسری اہم کڑی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبرھن اقوال، افعال اور ان کے فہمِ دین کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ وہی قدسی صفات جماعت ہے جس نے براہِ راست چشمۂ رسالت سے جامِ علم نوش کیا، نزولِ وحی کے پُر شکوہ مناظر کا مشاہدہ کیا، احکامِ الٰہی کو عملی جامہ پہنایا، اور امانتِ دین کو بلا تمیز اگلی نسلوں تک منتقل کیا۔

🕯️: زیرِ نظر کتاب میں ہر مسئلے کو حتیٰ الامکان قرآنِ مجید، صحیح احادیثِ مبارکہ اور آثارِ صحابہ ہی کی روشنی میں بیان کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔ کسی بھی شرعی معاملے میں اصل اور قطعی معیار یہی تین بنیادی مصادر ہیں، اور انہی کی بنیاد پر تمام دلائل کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔

🗣️: جہاں کہیں اختلافی مسائل زیرِ بحث آئے ہیں، وہاں اس اسلوب کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ گفتگو سراسر دلیل، عدل، دیانت

اور حسنِ اخلاق کے دائرے میں مقید رہے۔ مقصود ہر گز کسی شخصیت، جماعت یا مسلک پر طعن و تشنیع نہیں، بلکہ غایتِ وحید یہ ہے کہ ہر مسئلہ اپنے اصل دلائلِ شرعی کے ساتھ قاری کے قلب و نظر کے سامنے آئے تاکہ وہ کامل بصیرت کے ساتھ غور و فکر کر سکے۔

🤲: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجلانہ التجا ہے کہ وہ اس مساعیِ جمیلہ کو اپنی شایانِ شان قبولیت سے نوازے، اس میں اخلاص کی روح پھونکے، اور اسے پیاسے دلوں کے لیے ذریعۂ ہدایت اور نفع کا دائمی باعث بنائے.

🪶 ❀ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ❀

(سورۃ الھود : 88)

◈ وَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ◈

کتاب لکھنے کا مقصد 📜

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِينَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِهِ وَصَحۡبِهِ أَجۡمَعِينَ۔

وجہ تصنیف:

کچھ عرصہ قبل اوکاڑہ کی ایک تحصیل دیپالپور کے ایک گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کی ایک مسجد (جس کا بعد میں علم ہوا کہ وہ بریلوی مذہب سے تعلق رکھتی ہے)، میں فجر کی نماز

کے بعد **صحیح مسلم** کی حدیث کی کتاب پر نظر پڑی، تو شوق ہوا کہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔ مگر جوں جوں میں کتاب کے اوراق پلٹتا گیا، مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا میں کسی مسجد میں نہیں بلکہ کسی مندر میں بیٹھا ہوں۔

انحراف 🕸: ☞

صحیح مسلم کی اس مطبوعہ حدیث کی کتاب میں صریح تحریف کی گئی تھی۔ اور اسے روایتی بریلوی عقائد کے سانچے میں ڈھالا گیا تھا۔ وہ نسخہ صحیح مسلم کے اصل متن کے سراسر خلاف اور تحریف شدہ تھا۔ اس لمحے یہ احساس شدت سے بیدار ہوا کہ فکری انحراف کی یہ شکل، جو کہ مختلف تہذیبی، اور فرقہ وارانہ آمیزش کا نتیجہ ہے۔ کس قدر گہرائی سے دینِ اسلام کی اساس کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے۔ دینِ مبین کی اس بیخ کنی، اور تحریفِ متن کو دیکھ کر دل میں شدید تڑپ پیدا ہوئی، کہ اصل

اور خالص اسلام کو عام کیا جائے۔تاکہ باطل کی ان جڑوں کو کمزور کیا جاسکے.

📖: زیرِ نظر کتاب **اسلام اور برصغیر** کسی فرد، جماعت، مسلک، یا فقہی مکتبِ فکر کی اندھی تائید، **یا**، دشمنی کے جذبے کے تحت نہیں لکھی گئی۔ بلکہ اس کا واحد اور بنیادی مقصد قرآنِ مجید اور صحیح سنتِ نبوی ﷺ کی روشن تاب میں اسلام کی خالص اور اصل تعلیمات کو اجاگر کرنا ہے۔

مسائل 🚨: ☞

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی اشاعت وترویج کے ساتھ ساتھ صدیوں کے دوران مختلف معاشرتی روایات، رسوم ورواج، فقہی آراء اور مذہبی رجحانات بھی پنپتے رہے۔ان میں بہت سی ایسی باتیں شامل ہو گئیں، جن کے بارے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔اور بعض امور ایسے بھی ہیں۔ جنہیں عامۃ الناس نے دین کا لازمی حصہ سمجھ لیا ہے۔حالانکہ ان کی بنیادوں

کا از سرِ نو محققانہ جائزہ لینے کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اس کتاب میں انہی مسائل کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ قرآنِ مجید، صحیح احادیثِ مبارکہ، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم کی روشنی میں پیش کرنے کی مساعی کی گئی ہے۔

مقصد ⭐: ☞

اس کتاب کا مقصد ہرگز، کسی کی دل آزاری، تحقیر، یا بے جا تنقید نہیں، بلکہ دلیلِ قاطع، عدل و انصاف، اور حسنِ اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے حق کو واضح کرنا، اور ہر مسلمان کو اس بات کی دعوت دینا ہے۔ کہ وہ اپنے عقائد، عبادات، اور معاملات کو، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح سنت کی کسوٹی پر پرکھے۔

☜: اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

❁فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا❁

ترجمہ:

🪶: پھر اگر تم کسی معاملے میں باہم اختلاف کر بیٹھو تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر سچا ایمان رکھتے ہو۔ یہی طریقہ بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی نہایت شاندار ہے۔

(سورة النساء: 59) ➤

📗: اس کتاب میں اگر کوئی بات قرآن و سنت کے موافق اور حق پر مبنی ہے۔ تو وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل، اس کی توفیق، اور اس

کی عطاء ہے۔اور اگر کہیں کوئی فکری لغزش، سہو، یا کوتاہی رہ گئی ہو تو وہ میری بشری کمزوری کا نتیجہ ہے۔ایسی ہر اصلاح اور تنقید کو میں کھلے دل اور خندہ پیشانی سے قبول کروں گا۔جو قرآنِ مجید، صحیح سنت، اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اصول فہم کی بنیاد پر پیش کی جائے۔

دعا:☞

🤲: اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجلانہ دعا ہے۔کہ وہ اس معمولی کاوش کو اپنی شایانِ شان قبولیت سے نوازے۔اسے امتِ مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ اور نفع بخش بنائے۔ہمارے قلوب کو حق کی معرفت سے منور فرمائے۔ہمیں حق کو حق سمجھ کر اس کی پیروی کرنے، اور باطل کو باطل جان کر اس سے مکمل اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور اس کتاب کو میرے

لیے، میرے والدین کے لیے اور تمام اہلِ ایمان کے لیے صدقۂ

جاریہ بنادے۔

❀وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ

أُنِيبُ❀

(سورة الهود : 88)

(آمین یارب العالمین)

مُصنّف:👉

محمد رمضان بن محمد اقبال بھٹی

سربراہ ادارہ: روشنی کا سفر، اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان۔

باب اول

قرآن مجید اور سنت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

❁اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِهِ الۡکَرِيمِ، وَعَلٰی آلِهِ وَأَصۡحَابِهِ أَجۡمَعِينَ❁

تعارف:

ا

دینِ اسلام میں ہدایت کا سر چشمہ صرف اور صرف وحیِ الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو آخری کتابِ ہدایت بنا کر نازل کیا اور اس کی عملی تفسیر اور تشریح کے لیے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور سنت اس کلام کی عملی تطبیق ہے۔ قرآن اور سنت کو الگ کرنا ممکن نہیں، کیونکہ قرآن کے احکامات (جیسے نماز، زکوٰۃ، حج) کی مکمل تفصیل ہمیں سنت سے ہی ملتی ہے۔ لہٰذا، دین میں کامیابی اور گمراہی سے بچنے کے لیے ان دونوں کو مضبوطی سے تھامنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ قرآن و سنت کی اتباع کی ضرورت دینِ اسلام میں قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرفِ آخر کا درجہ حاصل ہے۔ ان کی اتباع کی ضرورت کو درج ذیل نکات سے سمجھا جا سکتا ہے:

دین کی تکمیل:

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات بنایا ہے۔ جس کی

تکمیل کا اعلان قرآنِ مجید میں کیا گیا ہے۔ چونکہ دین مکمل ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب کسی نئی راہ یا بدعت کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ہدایت کے لیے قرآن و سنت ہی کافی ہیں۔

اختلافات کا واحد حل:

امتِ مسلمہ میں پیدا ہونے والے نظریاتی اور عملی اختلافات کو ختم کرنے کا واحد مستند طریقہ یہ ہے کہ ان معاملات کو حل کرنے کے لیے اللہ (قرآن) اور رسول (سنت) کی طرف رجوع کیا جائے۔

اطاعتِ الٰہی کا ذریعہ:

اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ رسول کو اپنی ہی اطاعت قرار دیا ہے۔ لہٰذا، رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کے بغیر اللہ کی رضا اور اطاعت کا دعویٰ ادھورا اور بے معنی ہے۔

گمراہی سے تحفظ:

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو، دو چیزیں (قرآن اور سنت)

تھامے رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے، کیونکہ جب تک مسلمان ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے، تب تک وہ کبھی گمراہ نہیں ہوں گے۔

سنت سے اعراض کی سنگینی: 🪶

سنتِ نبوی ﷺ سے روگردانی کرنا، دراصل دین کے اس عملی نمونے سے منہ موڑنا ہے۔ جو اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں دیا ہے۔

📜: قرآن و سنت کی اتباع محض ایک نصیحت نہیں، بلکہ ایمان کا تقاضا ہے۔ دین کے معاملات میں اپنی طرف سے نئی راہیں نکالنے کے بجائے سنت کی پیروی کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے۔ کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں فلاح پا سکتا ہے۔

قرآنِ مجید کی حیثیت وفضیلت

✧: قرآنِ مجید کی اتباع کا حکم: ✧

☜: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❀اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ❀

ترجمہ:

اس کتاب کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کی گئی ہے، اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو، تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔

(سورۃ الاعراف، آیت: 03) ➢

قرآنِ مجید کا تحفظ اور ہدایت: ✅

☜: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

🪶 ❁ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ❁

ترجمہ: بے شک یہ نصیحت (قرآن) ہم نے ہی نازل کی ہے، اور یقیناً، ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ 🪶

(سورۃ الحجر، آیت: 09) ➢

قرآنِ مجید کی جامعیت کا یقین: ✅

☜: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

🪶 ❁ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ❁

ترجمہ: ہم نے اس کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں کسی چیز (کے

لکھنے) میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، پھر سب اپنے رب کے پاس اکٹھے کیے جائیں گے۔🪶

(سورۃ الانعام، آیت: 38) ➢

قرآن کریم کی پیروی کرنے کا حکم:✅

☜:اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

🪶❁وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ❁

ترجمہ: اور (اسی طرح)، یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے، پس اس کی پیروی کرو، اور پرہیزگاری اختیار کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔🪶

(سورۃ الانعام، آیت: 155) ➢

🛡️ سنتِ نبوی ﷺ کی حیثیت و حجت 🛡️

✧❁✧══════════✧❁✧

✧: سنت کو لازم پکڑنے کا حکم: ✧

☜: اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا:

🪶❀فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ❀

ترجمہ: جو میری سنت سے اعراض کرے گا، وہ مجھ سے نہیں🪶

(صحیح بخاری: حدیث نمبر 5063, كتاب النكاح، باب

الترغيب في النكاح) ➢

☜: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

🪶❀ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى

اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ

الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا، وَعَضُّوا عَلَيْهَا
بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ
بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ❀

ترجمہ: جو شخص میرے بعد زندہ رہا، وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، پس تم پر میری سنت، اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا ہے۔ اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور اپنے دانتوں سے اسے مضبوطی سے پکڑ لینا، اور دین میں نئے کاموں (بدعتوں) سے بچنا، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ 🪶

➢ (جامع ترمذی، حدیث نمبر: 2676)

اطاعتِ رسول ہی اطاعتِ الٰہی ہے: ✅

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ☚

﴿مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾

ترجمہ: جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے نافرمانی کی تو ہم نے آپ ﷺ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

(سورۃ النساء، آیت: 80) ➢

سنتِ نبوی ﷺ سے روگردانی کرنے والا امت سے نہیں: ✅

☜: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي﴾

ترجمہ: جس نے میری سنت سے اعراض (روگردانی) کیا، وہ مجھ سے نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، حدیث نمبر: 5063) ➢

قرآن کے ساتھ سنت کا حکم: ✅

☜: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

🪶 ❀ أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ❀

ترجمہ:

سنو! مجھے کتاب (قرآن) بھی دیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ اس جیسی چیز (یعنی سنت) بھی دی گئی ہے۔ 🪶

(سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، حدیث نمبر: 4604) ➢

🛡️ اوپر دی گئی آیات واحادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ 🛡️

✧❁✧═════════✧❁✧

🪶 : قرآنِ مجید دین کا بنیادی ماخذ ہے۔

🪶: سنتِ نبوی ﷺ قرآن کی تشریح اور دین کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔

🪶: دونوں کی پیروی کے بغیر اسلام مکمل نہیں ہوتا۔

🪶: کیونکہ اللہ نے خود اپنے رسول ﷺ کی پیروی کو اپنی پیروی قرار دیا ہے۔

🛡️ برصغیر محلِ وقوع، اور حالات قبلِ اسلام 🛡️

✧: محلِ وقوع اور جغرافیائی اہمیت: ✧

محلِ وقوع اور جغرافیائی اہمیت: 🌍

برصغیر پاک وہند ایک وسیع و عریض خطہ ہے جو جنوب ایشیا میں واقع ہے۔اس کے شمال میں کوہِ ہمالیہ کی فلک بوس چوٹیاں ہیں، جبکہ تینوں اطراف (مشرق، مغرب اور جنوب) میں بحرِ ہند کے سمندر اسے دنیا کے دیگر حصوں سے الگ کرتے ہیں۔ عرب ممالک سے اس کا تعلق قدیم زمانے سے ہی تجارتی اور سمندری راستوں کے ذریعے قائم تھا۔ بحیرہ عرب کے ذریعے عرب تاجر صدیوں سے برصغیر کی ساحلی بندرگاہوں (خاص طور پر سندھ اور گجرات) تک آتے جاتے رہے تھے۔

اسلام سے قبل برصغیر کی مذہبی اور معاشرتی حالت: ✅

اسلام کی آمد سے قبل برصغیر کی صورتحال نہایت متنوع اور پیچیدہ تھی:

مذہبی تنوع: 🛕🔱

یہاں ہندو مت، بدھ مت اور جین مت کے پیروکار بڑی تعداد میں آباد تھے۔ معاشرہ طبقاتی تقسیم (ذات پات کے نظام) میں بری طرح جکڑا ہوا تھا، جس کی وجہ سے نچلی ذات کے لوگوں کو شدید سماجی مسائل کا سامنا تھا۔

سیاسی انتشار: 🗳️

برصغیر کسی ایک مرکزی طاقت کے زیرِاثر نہیں تھا، بلکہ یہ چھوٹے چھوٹے علاقوں، ریاستوں اور راجواڑوں میں تقسیم تھا، جہاں مختلف راجہ اور مقامی حکمران برسرِپیکار رہتے تھے۔

عربوں سے تجارتی روابط: 🤝

سیاسی تقسیم کے باوجود، عرب تاجروں کے ساتھ یہاں کے تجارتی روابط مستحکم تھے۔ عرب تاجروں کی دیانت داری اور

حسنِ اخلاق نے مقامی آبادی پر گہرے اثرات مرتب کیے، جس کی وجہ سے اسلام کی آمد سے قبل ہی مقامی لوگوں میں عربوں اور ان کے دین کے بارے میں ایک تجسس پایا جاتا تھا۔

🪶 برصغیر میں اسلام کی آمد: 🕋

برصغیر میں اسلام کی آمد محض ایک تاریخی واقعہ نہیں بلکہ ایک تہذیبی انقلاب کی ابتدا تھی۔ اس سفر کا آغاز سب سے پہلے سمندری راستوں سے ہوا، جہاں عرب تاجروں نے اپنی دیانت داری اور حسنِ اخلاق کے ذریعے مقامی آبادی کے دلوں میں اسلام کی ابتدائی کرنیں روشن کیں۔ یہ پرامن روابط صدیوں تک جاری رہے، جس کے نتیجے میں ساحلی علاقوں بالخصوص سندھ اور گجرات میں مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی بستیاں قائم ہوئیں۔

اسلام کی باقاعدہ آمد: ✅

🪶اسلام کی باقاعدہ: 🇸🇦

اسلام کی باقاعدہ، اور نمایاں آمد کا واقعہ سن پچانوے (92) ہجری (سات سو بارہ، 712، عیسوی) میں پیش آیا، جب نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ کے حکمران راجہ داہر کے خلاف ایک کامیاب مہم کی قیادت کی۔ محمد بن قاسم کی آمد کا بنیادی مقصد مظلوموں کی فریادرسی، اور بحری قزاقوں کے شر سے تجارت کو محفوظ بنانا تھا۔ فتحِ سندھ کے بعد، محمد بن قاسم نے مقامی آبادی کے ساتھ، جس رواداری، عدل وانصاف اور فراخ دلی کا مظاہرہ کیا، ان خوبیوں نے لوگوں کو اس نئے دین کی جانب متوجہ کیا۔

🪶بعد کے ادوار میں: 💫

بعد کے ادوار میں، اسلام کا یہ پیغام محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، اور دیگر فاتحین کی سیاسی پیش قدمی کے ساتھ پورے برصغیر میں پھیل گیا۔ تاہم، اس پھیلاؤ میں سیاسی طاقت سے زیادہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی دعوت و تبلیغ کا کردار کلیدی رہا ہے۔ ان بزرگوں نے اپنے کردار، عجز و انکساری اور انسانی مساوات کے عملی پیغام کے ذریعے، ذات پات کے بندھنوں میں جکڑے معاشرے کو اسلام کی آفاقی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ یوں برصغیر کی سرزمین پر، اسلام نے اپنی جڑیں مضبوط کیں، اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ خطہ اسلامی تہذیب و تمدن کا ایک عظیم مرکز بن گیا۔

✧ مگر ہندو برہمنوں کو خطرہ: 🥵 ✧

🪶مگر ہندو برہمنوں کو خطرہ: 🆘

مگر ہندؤ برہمنوں کو اسلام اپنی ذات کے لیے سب سے بڑا خطرہ نظر آیا۔ کیونکہ اسلام ذات پات سے پرے برابری کے حقوق کے ساتھ موجود تھا۔ جو برصغیر میں ایک نیا،اور انجان مگر ایک پرامن اور استحکام سے بھرپور مذہب تھا۔

✧ہندو سماج: 🛕 ✧

═══════✧❁✧

🖎: برہمن کی تعریف اور سماجی مقام: 🪔

ہندو مت کے ویدک معاشرتی نظام ورن آشرم میں برہمن کو سب سے اعلیٰ درجہ حاصل تھا۔ انہیں تخلیق کار دیوتا برہما کا سریا

دہن (منہ) تصور کیا جاتا تھا۔ جس کا مطلب یہ لیا گیا کہ وہ علم، حکمت اور روحانیت کے محافظ ہیں۔ سماجی درجہ بندی میں برہمن کا کام درس وتدریس، مذہبی رسومات کی ادائیگی، قربانیوں کا اہتمام اور ویدوں کی حفاظت کرنا تھا۔

☜: کردار اور فرائض: 🔱

برہمن کا بنیادی کردار معاشرے کا فکری اور روحانی پیشوا ہونا تھا۔ وہ علوم وفنون کے وارث سمجھے جاتے تھے اور مذہبی قوانین کی تشریح و تنفیذ انہی کی ذمہ داری تھی۔ سیاسی طور پر، اگرچہ حکمرانی کا حق کشتری (جنگجو طبقے) کے پاس تھا، لیکن بادشاہ کے لیے برہمن کا مشیر ہونا لازمی سمجھا جاتا تھا۔ یوں مذہبی اور ریاستی معاملات میں برہمن کا اثر ورسوخ ناقابلِ تردید تھا.

☜: عام لوگوں کے ساتھ رویہ: 👉

برہمنوں کا عام لوگوں، خاص طور پر نچلی ذاتوں (شودر) کے ساتھ رویہ سخت طبقاتی اصولوں پر مبنی تھا۔ معاشرے میں ذات پات کے نظام کو برقرار رکھنا برہمنوں کی ترجیح تھی۔اس نظام کے تحت:

☜: نچلی ذات کے لوگوں کو مذہبی تعلیمات حاصل کرنے یا مندروں میں داخل ہونے کی ممانعت تھی۔

☜: برہمنوں نے سماجی تفریق کو تقدس کا لبادہ پہنا دیا، جس کے باعث اونچی اور نیچی ذات کے درمیان خلیج بہت گہری ہو گئی۔

☜: عام لوگوں کی زندگی مذہبی رسومات اور برہمنوں کی تعظیم کے گرد گھومتی تھی، کیونکہ ان کے بغیر کسی بھی مذہبی فعل کو مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا۔

✧ہندو دھرم پر مسلط برہمن اثرات: 🔥✧

✧✧✧══════════✧❀✧

☜: ہندو دھرم پر مسلط برہمن اثرات: 📉

برہمنوں نے ہندو دھرم کی ساخت اور عملی پہلوؤں پر گہرا اثر ڈالا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مذہبی رسومات اتنی پیچیدہ اور مہنگی ہو گئیں کہ ان کا انعقاد صرف برہمنوں کی مدد اور ان کی دکشنا (فیس/ہدیہ) کے بغیر ناممکن ہو گیا۔ اس صورتحال نے مذہب کو ایک طبقاتی نظام میں قید کر دیا۔ یہی وہ پہلو تھا جس نے معاشرے میں عدم مساوات کو جنم دیا اور بعد میں آنے والی کئی اصلاحی تحریکوں اور نئے مذاہب (جیسے بدھ مت اور جین مت) کے ظہور کی ایک بڑی وجہ بنی، جنہوں نے اس برہمنانہ بالادستی اور ذات پات کے نظام کو چیلنج کیا۔

☜: مگر برہمن مذہب وقت کے ساتھ ساتھ ان نئے مذاہب کو کسی نا کسی حد تک خود میں ضم کر چکا تھا۔ سوائے اسلام کے جو ابھی ایک نیا مذہب تھا بر صغیر میں۔

✧ہندو برہمنوں کی سازش: ✊ ✧

═══════════════✧❁✧

☜: ہندو برہمنوں کی سازش: 👎

بر صغیر میں اسلام کی آمد اور اس کے پھیلاؤ کے دوران، برہمن مت کے علمبرداروں نے اپنی صدیوں پرانی سماجی بالادستی اور مذہبی اجارہ داری کو خطرے میں دیکھا۔ اسلام کا مساوات، توحید اور انسانی بھائی چارے کا پیغام برہمنانہ طبقاتی نظام کی جڑوں کو ہلانے کے لیے کافی تھا۔ جس کے نتیجے میں اسلام کے خلاف

مختلف ادوار میں فکری، سماجی اور کبھی کبھار سیاسی محاذ آرائی دیکھنے میں آئی۔

اس کشمکش کے اہم واقعات اور پہلو درج ذیل ہیں:

☜ اسلامی تعلیمات کے خلاف فکری مزاحمت: 😡

برہمنوں نے سب سے پہلے اسلام کے عقیدہ توحید اور مساوات کے خلاف فکری یلغار کی۔ انہوں نے اسلام کو ایک غیر ملکی اور ملیچھ (نجس) دین قرار دے کر عوام کو اس سے متنفر کرنے کی کوشش کی۔ جب صوفیائے کرام نے انسانیت اور اخوت کا درس دیا، تو برہمنوں نے اسے اپنی مذہبی سلطنت کے لیے خطرہ سمجھا اور، عوام کو ان کی محفلوں میں جانے سے روکنے کے لیے سخت سماجی پابندیاں اور فتوے جاری کیے۔

☜: سماجی بائیکاٹ اور ذات پات کا دفاع: ❌

چونکہ اسلام کا سب سے بڑا اثر نچلی ذات کے ان لوگوں پر ہوا جو برہمنوں کے ظلم و ستم سے تنگ تھے، اس لیے برہمنوں نے ان نومسلموں کا شدید سماجی بائیکاٹ کیا۔ انہوں نے دیہاتوں میں یہ پروپیگنڈا کیا کہ جو شخص اسلام قبول کرے گا، وہ سماجی طور پر مردہ ہو جائے گا، اس کے کنویں کا پانی حرام ہو جائے گا اور اسے برادری سے نکال دیا جائے گا۔ یہ ذات پات کا تحفظ دراصل اسلام کو محدود کرنے کی ایک سوچی سمجھی کوشش تھی۔

☜: تاریخی اور سیاسی پس منظر میں مزاحمت: 🫷

کئی ہندو راجاؤں کے درباروں میں برہمن مشیروں نے بادشاہوں کو اس بات پر اکسایا کہ وہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی

طاقت کو طاقت کے زور پر دبائیں۔ محمد بن قاسم کے بعد کے دور میں، جب اسلامی حکومتیں مستحکم ہو رہی تھیں، برہمنوں نے کئی بار مقامی بغاوتوں کو مذہبی رنگ دے کر منظم کیا۔ مثال کے طور پر، کئی خطوں میں برہمنوں نے مسلمانوں کو غیر ملکی فاتحین کے طور پر پیش کر کے مقامی آبادی کے جذبات کو بھڑکایا تاکہ اسلام کی ترویج کا عمل رک سکے۔

☜: اسلامی تہذیب کو ضم کرنے کی کوشش (ادغام): 🎃

جب برہمنوں نے دیکھا کہ طاقت کے ذریعے اسلام کو ختم نہیں کیا جا سکتا، تو انہوں نے ایک اور چال چلی جسے ادغام کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اسلام کی بعض تعلیمات یا صوفیانہ افکار کو اپنے اندر جذب کر کے اسے ایک نیا رنگ دینے کی کوشش کی، تاکہ اسلام کی اصل روح (توحید اور ختمِ نبوت) دھندلا یا جائے۔ اس طرح انہوں نے اسلام کو اپنی تہذیبی رنگت میں رنگ کر اس کے

انقلابی اثر کو زائل کرنے کی طویل مدتی کوششیں کیں۔

☜ : تعلیم اور میڈیا کا غلط استعمال:

تاریخی کتب اور اس دور کے مذہبی لٹریچر میں برہمنوں نے اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ کو بگاڑ کر پیش کیا۔ انہوں نے اپنے مذہبی متون اور قصے کہانیوں میں اسلام کو تشدد پسند اور اپنی ثقافت کو امن پسند ثابت کرنے کی مہم چلائی، جو کہ برصغیر میں اسلام کی تاریخ کو مسخ کرنے کی ایک قدیم اور منظم کوشش تھی۔

☜ : یہ تمام واقعات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ برہمنانہ نظام نے اسلام کو صرف ایک مذہب کے طور پر نہیں بلکہ اپنے صدیوں پرانے استحصالی نظام کے لیے سب سے بڑے چیلنج کے طور پر دیکھا اور اسے ختم کرنے یا اس کے اثرات کو محدود کرنے کے لیے ہر ممکن ہتھکنڈہ استعمال کیا۔

☜: اس سیاسی، سماجی، اور معاشرتی کاروائیوں نے مسلمانوں پر تو کوئی خاص اثر نہ چھوڑا مگر بد قسمتی سے ایک نام کا مسلم مگر ذہنی طور پر مکمل برہمن وجود عمل میں آیا جو بعد ملا کہلایا۔

تاریخی طور: 🌍

تاریخی طور پر، برہمنوں کا اسلام قبول کرنا ایک ایسا عمل تھا جس نے برصغیر کی مذہبی اور فکری تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ یہ تبدیلی محض ایک فرد کا مذہب بدلنا نہیں تھی، بلکہ یہ اس فکری شکست کا نتیجہ تھی. جو برہمنانہ نظام کو اسلامی تعلیمات، یعنی مساوات اور توحید کے سامنے ہوئی۔

ذیل میں ان ادوار اور واقعات کا تذکرہ ہے جب برہمنوں نے اسلام قبول کیا:

☜: ابتدائی دور (محمد بن قاسم کے بعد)

فتحِ سندھ کے بعد، جب برہمنوں نے دیکھا کہ فاتح مسلمانوں کا رویہ عدل اور مساوات پر مبنی ہے، تو بہت سے بااثر برہمنوں نے اسلام قبول کیا۔ محمد بن قاسم نے خود کئی مقامی برہمنوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا، جس سے متاثر ہو کر انہوں نے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کیا۔ یہ وہ دور تھا جب اسلام کا ایک نیا اور پرامن چہرہ ان کے سامنے آیا تھا۔

☜: صوفیائے کرام کا دور (13 صدی سے 15 صدی 👳🏻

یہ برہمنوں کے بڑے پیمانے پر اسلام میں داخل ہونے کا سنہری دور تھا۔ صوفیائے کرام، جیسے حضرت معین الدین چشتی اجمیری، حضرت نظام الدین اولیاء اور دیگر بزرگانِ دین نے اپنے کردار، عجز اور انسانیت کے سلوک سے برہمنوں کے دل

جیتے۔

برہمنوں نے جب دیکھا کہ یہ صوفیاء نہ صرف ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں بلکہ انہیں ذات پات کے بندھنوں سے نکال کر خلقِ خدا کی خدمت کا درس دیتے ہیں، تو ان کے اندر کی مزاحمت ختم ہو گئی۔

☜ :-تاریخی تذکروں میں ایسے کئی واقعات درج ہیں جہاں بڑے بڑے پنڈت اور برہمن، صوفیاء کی علمی اور روحانی مجالس سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی اسلام کی تبلیغ کو بنا لیا۔

☜ : سلاطینِ دہلی اور مغلوں کا دور: 🕌

اس دور میں سیاسی اثر ورسوخ کے حامل برہمنوں نے بھی اسلام قبول کیا۔

☜:-سیاسی و علمی مصلحت:🎭

کئی برہمن جو درباروں میں مشیر تھے، انہوں نے اسلام کی سیاسی اور علمی برتری کو تسلیم کیا۔ وہ اسلام کے عدالتی نظام اور قوانین سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کو ہی اپنے لیے بہتری کا راستہ سمجھا۔

☜:-علمی تحقیق:👨‍🏫

بہت سے برہمن عالموں نے جب قرآن مجید اور اسلامی فلسفے کا مطالعہ کیا، تو انہوں نے پایا کہ ان کے اپنے مذہبی لٹریچر کے مقابلے میں اسلام کی تعلیمات زیادہ منطقی اور آفاقی ہیں۔ اس فکری تبدیلی نے ان کے لیے اسلام کا دروازہ کھول دیا۔

☜:-برہمنانہ ذہنیت کی شکست اور تبدیلی:🔮

یہ کوئی ایک دن کا واقعہ نہیں تھا، بلکہ ایک مسلسل عمل تھا۔ جب

برہمن یہ سمجھ گئے کہ:

☜:- برہمنانہ نظام میں انسانوں کو برابر کا حق نہیں ہے مگر اسلام نے انہیں بتایا کہ ہر انسان اللہ کی تخلیق ہے اور کوئی کسی سے افضل نہیں۔

☜:-خالقِ کائنات کا تصور:

اسلام کے توحیدی نظریے نے ان کے شرکیہ عقائد کی علمی بنیادیں ہلادیں۔

☜:- تبلیغ دین: ⚖️

صوفیاءاور علماء نے مناظروں اور تبلیغ کے ذریعے جب ان کے سامنے اسلام کے دلائل پیش کیے، تو بہت سے برہمن اپنی ضد چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔

☜ :-حاصل کلام:

کہ جب برہمنوں کا برہمنانہ ذہن (جو تفاخر اور طبقاتی امتیاز پر مبنی تھا) ٹوٹا، تب ہی وہ مسلمان بن سکے۔ یہ تبدیلی تب آئی جب انہوں نے اپنی انا اور اجارہ داری کو چھوڑ کر حقِ سچ کی پیروی کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہی وہ وقت تھا جب وہ برہمن سے نکل کر اسلام کی آفاقی مساوات کے دائرے میں تو آگئے مگر ذہن سے برہمن نہیں نکال سکے۔ برہمن ذہنیت کے حامل افراد اسلام تو لائے، مگر انہوں نے اپنی پرانی برہمنانہ سوچ کو خیر باد، نہ کہا، جس کے نتیجے میں دینِ اسلام کی خالص اور شفاف تعلیمات میں بہت سی ایسی رسومات اور عقائد شامل ہو گئے، جو اسلام کی روح کے منافی تھے۔ تاریخِ برصغیر کے تناظر میں، یہ عمل اسلام کے لیے ایک اندرونی خطرہ ثابت ہوا۔

اس برہمن زدہ ذہنیت نے اسلام کو مندرجہ ذیل طریقوں سے متاثر کر کے اس کی اصل روح کو مسخ کیا:

☜:-ذات پات کا نظام: 🆚

برہمن ذہنیت نے اسلام کی مساوات کو ختم کر کے اس میں ذات پات کے تصورات داخل کر دیے۔ جس طرح ہندو معاشرے میں برہمن اعلیٰ اور شودر ادنٰی تھے، اسی طرح نو مسلم برہمنوں نے اپنے آپ کو اشراف قرار دیا، اور مقامی نو مسلموں کو اجلاف یا کم تر سمجھنا شروع کر دیا، جو اسلامی مساوات کے بالکل برعکس تھا۔

☜:-عقائد میں شرک وبدعات کی آمیزش: 🛕 🕌

انہوں نے اپنی پرانی دیوی دیوتاؤں کی پوجا اور رسومات کو اسلامی رنگ دے کر پیش کیا۔ مثلاً قبروں کو پوجنا، بزرگوں کے سامنے

سجدہ ریز ہونا، اور ایسی رسومات ایجاد کرنا جن کا قرآن و سنت میں کوئی ثبوت نہ تھا۔ انہوں نے دین کو توحید سے ہٹا کر پیر پرستی اور قبر پرستی کی طرف موڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔

☜ :- دین کی پیچیدگی اور پنڈت ازم: 👥

جس طرح ہندومت میں برہمن پنڈتوں کے بغیر کوئی مذہبی کام نہیں ہو سکتا تھا، اسی طرح ان لوگوں نے اسلام میں ملاازم اور پیرازم کا ایک ایسا نظام قائم کیا جہاں عام مسلمان کو قرآن و سنت تک براہِ راست رسائی کے بجائے، ہمیشہ کسی مذہبی ٹھیکیدار (پیر یا مولوی) کا محتاج بنا دیا گیا۔

☜ :- نئی راہیں (بدعت) نکالنا: 🛤️

انہوں نے دینِ مکمل میں اپنی طرف سے نت نئی عبادات اور تہوار شامل کیے۔ دین کی سادگی کو ختم کر کے اسے مہنگی رسومات

(جیسے شادیوں اور غمیوں کے غیر شرعی رواج) میں جکڑ دیا، جو دراصل برہمنانہ معاشرت کا حصہ تھیں۔

☜:-اسلامی فلسفے کا بگاڑ: 🌫️

ان لوگوں نے اسلام کے انقلابی اور توحیدی فلسفے کو اپنے تصوف کی ایسی شکل میں ڈھالا جس نے مسلمانوں کو جہاد اور عمل سے دور کر کے رہبانیت (دنیا سے کنارہ کشی) کی طرف لگا دیا۔ یہ دراصل برہمنانہ سنیاس کے تصور کا ہی ایک دوسرا نام تھا، جس نے مسلم معاشرے کو کمزور کر دیا۔

☜:-حاصل کلام: 🗣️

یہ کہ جب یہ برہمن ذہنیت اسلام میں داخل ہوئی، تو اس نے اسلام کے ظاہری ڈھانچے کو تو برقرار رکھا، لیکن اس کی توحیدی اور مساواتی روح کو کمزور کر دیا۔ اسی لیے علماء اور مصلحین نے

ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ مسلمان اپنے عقائد کو صرف قرآن اور سنت کے مطابق پرکھیں اور برہمنانہ اثرات سے پاک کریں۔

✧اکبر کے دربار میں برہمن اثرورسوخ: 🤫 ✧

✧✧✧═══════════════✧❁✧

اکبر کا ذہین، بدلنے میں کردار: (👁 👁)

☜: اکبر کے دربار میں کئی ایسے افراد شامل تھے جو پسِ منظر کے اعتبار سے برہمن تھے یا برہمنانہ فلسفے سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سب سے نمایاں نام بیربل اور راجہ ٹوڈرمل کے علاوہ ابو الفضل اور فیضی کے والد شیخ مبارک کے خاندان کا بھی ذکر آتا ہے، جن کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ ان کے آباؤ

اجداد کا تعلق بھی برہمنوں سے تھا اور انہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔

☜ :- اکبر کا ذہین، بدلنے میں کردار: (👁 👁)

تاریخی شواہد کے مطابق، اکبر کو اسلام سے دور کرنے اور ہندو مت کو دربار میں سرکاری حیثیت دلوانے میں درج ذیل کردار اور واقعات اہم رہے:

☜ :- ابوالفضل اور فیضی: 🫂

یہ دونوں بھائی دربار میں اکبر کے قریب ترین مشیر تھے۔ ان کے والد شیخ مبارک کا تعلق ایک نو مسلم برہمن خاندان سے بتایا جاتا ہے۔ ان دونوں نے اپنی علمی مہارت اور فلسفیانہ انداز سے اکبر کے ذہن کو اسلام کی روایتی تشریح سے ہٹا کر صلح کل اور

وحدت الوجود کے ایک ایسے تصور کی طرف موڑا جس میں تمام مذاہب کا امتزاج تھا۔

☜:-بیربل کا اثر: 👺

بیربل اکبر کے نورتنوں میں شامل تھا،اور برہمنانہ فلسفے کا علمبردار تھا۔اس نے اکبر کے دل میں ہندو دیومالا اور رسومات کے لیے ہمدردی پیدا کی،اور اسے یہ باور کرایا کہ ایک بادشاہ کو تمام مذاہب کا یکساں احترام کرنا چاہیے۔ جس کا نتیجہ آہستہ آہستہ اسلامی شعائر سے دوری کی صورت میں نکلا۔

☜:-دینِ الٰہی کا نفاذ: 📋

1582 عیسوی میں اکبر نے دینِ الٰہی نامی ایک نیا مذہب متعارف کروایا۔ جس کا مقصد اسلام، ہندومت، پارسی مت اور

عیسائیت کے عناصر کو ملا کر ایک ایسا مذہب بنانا تھا. جس کا سربراہ خود اکبر ہو۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس میں سجدہ تعظیمی (جو صرف اللہ کے لیے ہے) اور سورج کی پوجا جیسے ہندو عناصر شامل کیے گئے تھے۔

☜ :نتائج:

☜ :-تاریخی پس منظر:

اس تبدیلی کا عمل 1570 کی دہائی میں شروع ہوا جب اکبر نے عبادت خانہ تعمیر کروایا جہاں مختلف مذاہب کے علماء کو بحث کے لیے بلایا جاتا تھا۔

☜ :-کفر کا فتویٰ:

اکبر کے ان اقدامات پر اس دور کے جید علماء، جیسے ملا بدایونی رحمہ

اللہ اور امام احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) رحمہ اللہ نے سخت تنقید کی اور اکبر کے اس طرزِ عمل کو اسلام سے انحراف قرار دیا۔ ملا بدایونی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب منتخب التواریخ میں تفصیل سے لکھا ہے کہ کس طرح دربار کے ان بااثر نومسلموں نے اسلام کی اصل روح کو داؤ پر لگا دیا۔

☞ :- کیا یہ واپس ہندو دھرم تھا؟

یہ کہنا کہ اکبر نے باقاعدہ طور پر سرکاری مذہب ہندومت قرار دیا تھا، تاریخی طور پر درست نہیں؛ بلکہ یہ ایک سنکریٹزم (مذاہب کا امتزاج) تھا جس میں اسلام کو ہٹا کر اسے ہندو دیومالا، ایرانی رسومات اور دربارِ شاہی کی پرستش کے تابع کر دیا گیا تھا۔ اکبر کا مقصد ایک ایسا حکمران بننا تھا. جسے تمام مذاہب کے لوگ مانیں، لیکن اس عمل نے برصغیر کے مسلمانوں کو ان کی بنیادی شناخت سے محروم کرنے کی کوشش کی۔

☜ :- نتیجہ :

اس دور کے برہمن زدہ ذہنیت کے حامل افراد نے صلحِ کل کے نام پر در حقیقت اسلام کی توحیدی اساس کو کمزور کیا، اور ایسی فضا پیدا کی جس میں اسلامی شعائر کے بجائے ہندو رسومات کو دربار میں فوقیت حاصل ہو گئی۔ اس کے خلاف سب سے بڑی علمی اور عملی مزاحمت شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) نے کی، جنہوں نے اکبر اور جہانگیر کے دور میں اسلامی تشخص کو دوبارہ بحال کرنے کے لیے جدوجہد کی۔

🛡️ ہندومت کا تصور اور کام کرنے کا طریقہ: 🔱 🛡️

✧❁✧═══════════════✧❁✧

✧ ہندو دھرم، سناتن دھرم: ✧

ہندومت بنیادی طور پر کرما اور تکرارِ حیات کے گرد گھومتا ہے۔

:- کرما:

اس عقیدے کے مطابق انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے؛ اچھے اعمال کا پھل نیکی (مکش) اور برے اعمال کا پھل سزا کی صورت میں ملتا ہے۔

:- سنسار اور موکش:

روح بار بار جنم لیتی ہے (سنسار)۔ نجات (موکش) کا مطلب اس جنم مرن کے چکر سے آزادی حاصل کرنا ہے۔

:- برہمن:

ویدانت فلسفے کے مطابق برہمن ایک اعلیٰ ترین حقیقت یا کائنات کی روح ہے۔ تمام دیوتا (کرشن، شیو، وشنو وغیرہ) اسی ایک حقیقت کے مختلف مظاہر ہیں۔

☜:-مقدس کتب(Scriptures)📚

ہندومت کی کتب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1:-شروتی(Sruti - جوسناگیا):📑

2:سمرتی(Smriti - جویادرکھاگیا):📖

1:-شروتی(Sruti - جوسناگیا):📑

شروتی سے مراد وہ کتب ہیں جو ہندو عقیدے کے مطابق رشی منیوں پر الہامی طور پر نازل ہوئیں اور انہیں براہِ راست کائنات کی حقیقت سمجھا جاتا ہے۔اس کی اہم ذیلی کتب یہ ہیں: یہ سب سے مقدس مانی جاتی ہیں۔

☜:-وید(Vedas):

چار وید ہندومت کی بنیادی کتب ہیں۔

☜رگ وید: 📙 منتروں اور اشعار کا مجموعہ (قدیم ترین وید)۔

☜سام وید۔. 📙 راگ اور موسیقی کی طرز پر گائے جانے والے منتر۔

☜یجر وید۔. . 📙 یگیہ، ہون، اور قربانی کی رسومات کے منتر۔

☜اتھر وید۔ 📙 گھریلو ٹوٹکے، جڑی بوٹیاں، اور روزمرہ زندگی کے امور۔

ان ویدوں کی ذیلی اور نثری کتب درج ذیل ہیں۔📚

☜: برہماس کتب(Brahmanas): 📜

یہ ویدوں کے وہ نثر ہیں جو رسومات اور قربانیوں کے فلسفے اور طریقوں کی تشریح کرتے ہیں۔

☜: آرنیک(Aranyakas): 📖

جنگلوں میں بیٹھ کر غور و فکر کرنے والوں (سنیاسیوں) کے لیے فلسفہ اور روحانیت کی کتب۔

☜:-اُپنشد(Upanishads): 📙

ویدوں کا آخری حصہ (ویدانت)، جو کائنات، روح اور پرماتما کے فلسفے پر بحث کرتا ہے۔ جس میں خدا اور روح کے تعلق پر بحث کی گئی ہے۔

2: سمرتی(Smriti - جو یاد رکھا گیا): 📓

سمرتی سے مراد وہ کتب ہیں جو رشی منیوں نے یادداشت، روایات اور سماجی قوانین کی بنیاد پر تحریر کیں۔ یہ وقت کے ساتھ تبدیل بھی ہوتی رہی ہیں۔ اس کی اہم ذیلی کتب یہ ہیں:

☜:-ویدانگ(Vedangas): ویدوں کو درست سمجھنے کے لیے 6 ذیلی علوم (شکسھا، کلپ، ویاکرن، نروکت، چھند،

اور جوتیش)۔

☜: دھرم شاستر (Dharmashastras): اخلاقی، اور سماجی قوانین کی کتب (مثلاً منوسمرتی)۔

☜: اتہاس (Itihasa - : تاریخی مہاکاوی ہے۔

☜: رامائن (Ramayana): مہارشی والمیکی کی لکھی ہوئی رزمیہ داستان۔

☜: مہابھارت (Mahabharata): وید کی لکھی گئی تاریخ، جس میں بھگوت گیتا بھی شامل ہے۔

☜: مہاپوران اور اپ پوران (Puranas): 18 اہم مہاپوران (جیسے وشنو پوران، شیو پوران) جو دیوتاؤں کی کہانیوں اور رسومات پر مبنی ہیں۔

☜: آگم اور تنتر (Agamas and Tantras): باقاعدہ مندروں، مورتی پوجا اور خاص مذہبی طریقوں کی کتب۔

☞:-رسومات(Rituals):

ہندو دھرم میں رسومات، باقاعدہ مذہبی فرائض (پوجا پاٹ، یگیہ، سنسکار اور تہوار) کو ادا کرنے کے لیے جو مخصوص عملی کتب استعمال ہوتی ہیں، انہیں عام طور پر **"کرم کانڈ پدھتی"** (Karam Kand Paddhati)یا، پوجا کی دستی کتابیں کہا جاتا ہے۔

ان رسوماتی کتب کو درج ذیل اہم زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1. گرہیاسوتر(Grihya Sutras)-

گھریلو و خاندانی رسومات ہے۔ یہ ویدوں کے بعد قدیم ترین وہ کتب ہیں جو انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کی سولہ اہم رسومات (شورس سنسکار-Shodasha Samskaras)مثلاً نام کرن، جنیو(یوپویت)، شادی، اور

انتیسٹی (آخری رسومات) کے طریقے سکھاتی ہیں۔

2. کرم کانڈ گرنتھ اور پدھتی (Karmakand Paddhati):

یہ وہ عملی دستور ہیں جو پنڈت یا، پروہت روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔

ان میں درج ذیل شامل ہیں:

نیتیہ پوجا پدھتی: روزانہ کی پوجا، آرتی اور دیوتاؤں کے استھوان کا طریقہ۔

یگیہ وہون ودھی: آگ کی قربانی (یگیہ)، منتر پڑھنے اور آہوتی (نذرانہ) دینے کے اصول جو بنیادی طور پر یُتر وید کے منتروں پر مبنی ہوتے ہیں۔

شردھا پدھتی (Shraddha Paddhati): آباواجداد اور فوت شدہ عزیزوں کی روح کی شانتی اور ترپن (پانی دینے)

کی رسومات۔

3.اگم اور تنتر(Agamas and Tantras)-

مندروں اور دیوتاؤں کی پوجا کی کتب، جب رسومات گھروں سے نکل کر مندروں اور باقاعدہ مورتی پوجا کی شکل اختیار کر گئیں، تو ان کے لیے خصوصی کتب لکھی گئیں:

آگم(Agamas): یہ شیو، وشنو اور دیوی (شکتی) کی باقاعدہ مندر میں پوجا، مورتی کی پران، پر تیشٹھا (جان ڈالنے یا بٹھانے کی رسم) اور یاتراؤں کے قوانین پر مبنی ہیں۔

تنتر(Tantras): خاص منتروں، تصوفانہ پوجا، اور بعض مخصوص روحانی رسومات کے طریقے ہیں۔

4.ورت اور تہوار کی کتب(Vrata and Festival Guides):

پوران (Puranas): اگرچہ یہ تاریخ اور کہانیوں پر مشتمل ہیں، لیکن ان میں سال بھر آنے والے برتوں (روزوں)، تہواروں (جیسے دیوالی، ہولی) اور تیرتھ یاترا کی رسومات کے تفصیلی احکام موجود ہیں۔

پنچانگ (Panchang): یہ ہندو تقویم (Calendar) ہے جس کی مدد سے رسومات، شادیاں، اور پوجا کے لیے **"شبھ مہورت"** (مبارک وقت) نکالا جاتا ہے۔

ہندومت کی رسومات انتہائی وسیع ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. پوجا (Worship):

یہ مندر میں یا گھر پر کی جاتی ہے۔ اس میں مورتِ (بت) کے

سامنے دیپک جلانا، پھول چڑھانا، اور منتر پڑھنا شامل ہے۔ اس کا مقصد دیوتا کو خوش کرنا، اور برکت حاصل کرنا ہے۔

2. آرتی (Aarti):

یہ پوجا کی ایک اہم رسم ہے جس میں جلتے ہوئے چراغوں کو بت کے سامنے گول دائرے میں گھمایا جاتا ہے۔ یہ روشنی اور عقیدت کی علامت ہے۔

3. سنسکار (Life Cycle Rites)

پیدائش سے لے کر موت تک 16 اہم رسومات (سولہ سنسکار) بتائی گئی ہیں۔ جن میں، نام کرن (نام رکھنا)، 'اپن یان' (تعلیمی دور کا آغاز)، 'ویواہ' (شادی) اور 'انتیشٹی' (آخری رسومات) شامل ہیں۔

4.اشنان(Purification Bath)

گنگا یا دیگر مقدس دریاؤں میں غسل کرنا۔ان کا عقیدہ ہے کہ اس سے گناہ، دھل جاتے ہیں اور روح پاک ہوتی ہے۔

5.اوم،یا یگیہ(Fire Sacrifice)

ویدک زمانے سے چلی آرہی رسم، جس میں مقدس آگ جلائی جاتی ہے اور اس میں گھی، اناج اور دیگر اشیاء بطور نذرانہ ڈالی جاتی ہیں۔اس کا مقصد دیوتاؤں کو قربانی پیش کرنا ہے۔

ہندو دھرم کا معاشرتی نظام: ☚

☜ :-ہندو دھرم کا معاشرتی نظام، ورن آشرم (Caste System) کہلاتا ہے۔

ہندو مت کے کام کرنے کا ایک اہم حصہ ورن آشرم ہے۔

اگرچہ یہ ایک سماجی نظام ہے، مگر ہندو اسے مذہبی تقدس دیتے ہیں:

☜:-ہندودھرم میں پیدائش سے موت تک کا سفر:

ہندو دھرم میں پیدائش سے لے کر موت تک کے سفر کو سولہ سنسکار (Samskaras16) کہا جاتا ہے۔ان رسومات کا مقصد انسان کو مادی زندگی سے پاکیزگی کی طرف لے جانا اور اسے مذہبی طور پر تیار کرنا ہے۔اگرچہ جدید دور میں ان میں سے کچھ رسومات کی اہمیت کم ہو گئی ہے، لیکن روایتی طور پر یہ ہر ہندو کی زندگی کا حصہ ہیں۔

ذیل میں ان اہم سنسکاروں کی تفصیل ہے:

1.ابتدائی دور: پیدائش سے بچپن تک:

☜: گربھادھان(Garbhadhan): یہ حمل ٹھہرنے کے وقت کی رسم ہے، جس میں اولاد کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

☜: پُنسون(Punsavan): حمل کے تیسرے مہینے میں بچے کی صحت اور نشو و نما کے لیے دعا کی جاتی ہے۔

☜: سیمنتونین(Seemantonayan): حمل کے ساتویں یا آٹھویں مہینے میں ماں کی ذہنی سکون اور خوشی کے لیے رسم۔

☜: جات کرما(Jat-Karma): بچے کی پیدائش کے فوراً بعد کی رسم، جس میں نومولود کی زبان پر شہد اور گھی لگایا جاتا ہے اور ویدک منتر پڑھے جاتے ہیں۔

☜:نام کرن(Nam-Karan):پیدائش کے 11ویں یا 12ویں دن بچے کا نام رکھا جاتا ہے۔

☜:نِش کرمن(Nish-Kraman):چوتھے مہینے میں بچے کو پہلی بار گھر سے باہر نکال کر سورج اور چاند کی روشنی دکھائی جاتی ہے۔

☜:انن پراشن(Anna-Prashan):چھٹے مہینے میں بچے کو پہلی بار ٹھوس غذا (عام طور پر کھیر) کھلائی جاتی ہے۔

☜:چوڑاکرن(Chuda-Karan):بچے کے سر کے بال پہلی بار مونڈے جاتے ہیں۔

2. تعلیم اور بلوغت:

☜: کرن ویدھ (Karn-Vedh): کان چھیدنے کی رسم، جو صحت اور خوبصورتی کے لیے سمجھی جاتی ہے۔

☜: وِدیارمبھ (Vidyarambha): جب بچہ باقاعدہ تعلیم (حروف تہجی سیکھنا) شروع کرتا ہے۔

☜: اُپن یان (Upanayan): یہ سب سے اہم رسم ہے، جس میں بچے کو ایک مقدس دھاگہ (جنیو) پہنایا جاتا ہے اور اسے گرو (استاد) کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی مذہبی تعلیم شروع کرتا ہے۔

☜: ویدارمبھ (Vedarambha): ویدوں کے مطالعے کا باقاعدہ آغاز۔

3.جوانی اور گھریلو زندگی:

☜: کیشانت(Keshant): داڑھی کے بال پہلی بار کاٹنا، جو بلوغت کی علامت ہے۔

☜: سماوَرتن(Samavartan): طالب علمی کے دور (برہم اچاریہ) کا اختتام اور عملی زندگی میں داخلہ۔

☜: ویواہ(Vivah - شادی): یہ سب سے بڑی اور اہم رسم ہے۔ اس میں آگ کو گواہ بنا کر سات پھیرے (ست پدی) لیے جاتے ہیں، جو دائمی بندھن کی علامت ہیں۔ یہ رسم مذہبی اور سماجی لحاظ سے سب سے اہم مانی جاتی ہے۔

4.موت کی رسومات:

☜:انتیشٹی(Antyeshti - آخری سنسکار): یہ

سولہواں اور آخری سنسکار ہے۔ ہندو دھرم میں موت کو زندگی

کا خاتمہ نہیں بلکہ روح کی منتقلی مانا جاتا ہے۔

☜: کریہ کرم: لاش کو غسل دیا جاتا ہے اور اسے نئے کپڑے

پہنا کر شمشان گھاٹ لایا جاتا ہے۔

☜: مکھ اگنی: سب سے قریبی رشتہ دار (عام طور پر بڑا بیٹا) چتا کو

آگ دکھاتا ہے۔

☜: استھی وِسرجن: جلنے کے بعد ہڈیاں اور راکھ جمع کی جاتی

ہے اور اسے گنگا یا کسی مقدس دریا میں بہا دیا جاتا ہے۔

☜: شرادھا:Sharaddah): موت کے بعد کے دنوں

میں، خاص طور پر 10 ویں یا 13 ویں دن، متوفی کی روح کے سکون کے لیے برہمنوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور دان کیا جاتا ہے۔

(شرادھا:Sharaddah)

یہ ہندومت کی بنیادی رسم ہے. جس میں مرنے والے کے نام پر کھانے پینے کا اہتمام کیا جاتا ہے. اور یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ یہ کھانا روح کو پہنچ رہا ہے۔ تیرھواں دن، ہندومت میں موت کے بعد تیرھویں دن ایک بڑی رسم ادا کی جاتی ہے۔ جسے تیراوہی کہتے ہیں۔ اس میں برہمنوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے، کہ اس سے مردے روح کو سکون ملتا ہے، اور وہ اگلی منزل پر آسانی سے جا سکے گی۔ مختلف دن (7، 10، 21، 40)، ہندو عقائد میں مختلف دنوں پر روح (آتما) کے مختلف مراحل سے گزرنے کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان مخصوص دنوں

برہمنوں کو دان دینے، خیرات کرنے، اور کھانے کا اہتمام کرنے کی روایت قدیم زمانے سے چلی آرہی ہے۔

ان رسومات کے پیچھے کا نظریہ:➢

ان تمام رسومات کا بنیادی مقصد انسان کو برہمنانہ نظریات کے مطابق پاک کرنا ہے۔ ہر رسم میں پنڈت (برہمن) کا کردار لازمی ہوتا ہے، جو منتر پڑھتا ہے اور ہدایات دیتا ہے۔ اس پورے نظام کو شاستروں کی تائید حاصل ہے، اور اس کا مقصد صرف مذہبی نہیں بلکہ معاشرتی کنٹرول بھی ہے، جہاں پیدائش سے موت تک انسان براہِ راست یا بالواسطہ پنڈت کے تابع رہتا ہے۔

ہندومت میں عورت کا مقام:➢

ہندو مذہب کے قدیم قوانین اور معاشرتی نظام میں عورت کا

مقام، خاص طور پر شادی اور وراثت کے حوالے سے، برہمنانہ فلسفے اور منو سمرتی (Manu Smriti) جیسی کتبِ قوانین کے تابع رہا ہے۔ یہ نظام عورت کو مرد کے تابع رکھنے اور خاندان کے مذہبی و معاشرتی ڈھانچے کو برقرار رکھنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔

شادی (ویوہ) کا تصور اور کردار: ➢

ہندو مذہب میں شادی محض ایک معاشرتی معاہدہ نہیں بلکہ ایک مذہبی فریضہ (سنسکار) ہے۔

بیٹی کی حیثیت: ➢

قدیم ہندو معاشرے میں بیٹی کو پرایا دھن (دوسروں کی امانت) سمجھا جاتا تھا۔ شادی کا بنیادی مقصد خاندان کے وقار کو برقرار رکھنا اور اولاد (وارث) پیدا کرنا تھا۔

کنیادان:➢

یہ شادی کی سب سے اہم رسم ہے، جس میں باپ اپنی بیٹی کا ہاتھ دولہا کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ کنیادان کا لفظی مطلب ہے بیٹی کا عطیہ۔ برہمن نظریے کے مطابق، یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے باپ کو روحانی ثواب ملتا ہے۔

شوہر کا درجہ:➢

شادی کے بعد عورت کے لیے شوہر کا درجہ دیوتا کے برابر (پتی پرمیشور) قرار دیا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ عورت کی اپنی کوئی آزاد شناخت نہیں، بلکہ وہ اپنے شوہر کے مذہبی اور سماجی دائرے میں ہی سانس لیتی ہے۔

2. وراثت کا مسئلہ:➢

ہندو مذہب میں وراثت کے قوانین نے عورت کو صدیوں تک معاشی طور پر مردوں (باپ، شوہر یا بیٹے) کا محتاج رکھا۔

مردوں کی اجارہ داری:➢

روایتی طور پر، ہندو خاندانوں میں صرف مردوں کو ہی جائیداد کا حقدار سمجھا جاتا تھا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ مذہبی رسومات (جیسے شردھا) ادا کرنے کے لیے بیٹے کا ہونا ضروری تھا، تاکہ وہ باپ کی روح کو سکون پہنچا سکے۔اس لیے جائیداد کا انتقال صرف بیٹوں میں ہوتا تھا۔

عورت کا حق:➢

بیٹیوں یا بیواؤں کو جائیداد میں حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔بیوہ کو صرف اپنے شوہر کے گھر میں رہنے اور بنیادی ضروریات کا حق حاصل تھا، وہ بھی تب تک جب تک وہ متقی رہے۔اگر وہ دوبارہ

شادی کرتی یا شوہر کے خاندان کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتی تو اسے اس حق سے بھی محروم کیا جا سکتا تھا۔

برہمنانہ قانونی جواز: ➢

منوسمرتی میں واضح لکھا گیا ہے کہ عورت کبھی آزادی کی مستحق نہیں، بچپن میں وہ باپ کے، جوانی میں شوہر کے اور بڑھاپے میں بیٹے کے زیرِ سایہ رہنی چاہیے۔ اس فکری بنیاد نے وراثت کے حقوق کو عورتوں سے دور رکھا۔

جہیز (دیوڑھی) کی رسم: ➢

ہندو دھرم میں وراثت کے متبادل کے طور پر اس کا تعلق انتہائی قدیم ہے اور اس کی جڑیں برہمنانہ معاشرتی نظام میں پیوست ہیں۔ اسے سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات اہم ہیں:

.جہیز کیوں اور کیسے شروع ہوا؟ ➢

ہندؤ کتاب منوسمرتی میں باقاعدہ طور زیورات کی صورت میں جہیز کی ڈیمانڈر کھی گئی ہے۔ جو برہما دھرم ویوہ کہلاتا ہے۔

ہندو معاشرے میں: ➢

چونکہ بیٹوں کو ہی خاندان کا اصل وارث سمجھا جاتا تھا اور جائیداد کی منتقلی صرف بیٹوں میں ہوتی تھی، اس لیے بیٹیوں کو وراثت میں کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ جہیز دراصل بیٹی کو وراثت سے محروم کرنے کے بعد اس کی مستقل تلافی کے طور پر شروع کیا گیا تھا۔

استحقاق کا متبادل: ➢

والد اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اسے زیورات، کپڑے، برتن اور دیگر گھریلو سامان اس لیے دیتا تھا، کہ وہ اس کے والدین کے

گھر سے ملنے والا واحد اور آخری حصہ ہے، جو وہ اپنے ساتھ اپنے سسرال لے کر جا رہی ہے۔

عورت کی اپنی ملکیت (استری دھن): ➢

قدیم ہندو قانون میں اس سامان کو استری دھن کہا جاتا تھا، جس پر صرف اور صرف عورت کا اختیار ہوتا تھا۔ یہ اس کا قانونی حق تھا، تاکہ اگر شوہر کا انتقال ہو جائے، یا اسے طلاق مل جائے، تو وہ اس سامان کے ذریعے اپنا گزارہ کر سکے۔

وقت کے ساتھ تبدیلی اور بگاڑ: ➢

بدقسمتی سے، برہمنانہ معاشرے میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ رسم ایک سماجی لعنت بن گئی۔

مانگ کا نظام:

منو سمرتی میں باقاعدہ جہیز زیورات کی صورت میں ڈیمانڈ کیا گیا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ جہیز لڑکے والوں کی مانگ (ڈیمانڈ) میں تبدیل ہو گیا۔ لڑکے والے اپنی حیثیت اور سماجی رتبے کے مطابق جہیز کا مطالبہ کرنے لگے۔

بیٹی کا بوجھ: ➢

جہیز کی وجہ سے بیٹی کو خاندان کے لیے ایک مالی بوجھ سمجھا جانے لگا۔ جس خاندان میں بیٹیاں زیادہ ہوں، ان کا معاشی طور پر کمر توڑ دینے والا، یہ نظام ان کے لیے مصیبت بن گیا۔

بھجن: ➢

بھجن کا تعلق عقیدت سے ہے۔ یہ عام طور پر مقامی زبانوں میں ہوتے ہیں اور ان کا مقصد جذبات کو بھگوان کے ساتھ جوڑنا ہے۔

بھجن رسومات:➢

بھجن منڈلی میں ڈھولک، کرتاز اور ہارمونیم کا استعمال ہوتا ہے۔ لوگ تالی بجا کر اور رقص کر کے (جیسے کیر تنمیں) اپنے دیوتاؤں کی محبت میں ڈوب جاتے ہیں۔ یہ ایک اجتماعی جذباتی تجربہ ہوتا ہے۔

قبر، سمادھی اور اچاریہ کی پوجا:➢

ہندومت میں 'سمادھی' اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں کسی ولی، جوگی یا 'اچاریہ' (مذہبی پیشوا) کو دفن کیا جاتا ہے یا ان کی باقیات (راکھ) کو دفن کیا جاتا ہے۔

عقیدہ:➢

ہندومت میں یہ تصور ہے کہ جوگی یا اچاریہ مرتے نہیں بلکہ

'سمادھی'(ایک اعلیٰ روحانی کیفیت) میں چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کی قبر یا سمادھی کو ان کا 'رہائشی مقام' سمجھا جاتا ہے۔

پوجا کا عمل: ☞

سمادھی پر پھول چڑھانا، چراغ جلانا، اور منتیں مانگنا اس لیے کیا جاتا ہے کہ عقیدت مند سمجھتے ہیں کہ وہ بزرگ اب بھی روحانی طور پر زندہ ہیں اور ان کی دعاؤں کے ذریعے مشکلات حل کر سکتے ہیں۔ یہ عمل آج بھی ہندوستان کے مختلف مندروں اور 'مٹھوں'(آشرموں) میں عام ہے۔

چراغ روشن کرنا اور پھول چڑھانا: ➢

ہندو مت میں 'دیپ دان'(چراغ جلانا) اور 'پُشپ ارپن'(پھول چڑھانا) عبادت کا لازمی حصہ ہیں۔

دیپک: ➢

چراغ کو روشنی اور علم کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ مندروں میں

مورت کے سامنے چراغ جلانا اس بات کی علامت ہے کہ تاریکی (جہالت) دور ہو رہی ہے۔

پھول: ➢

پھولوں کو دیوتاؤں کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ رسومات قدیم ویدک دور سے چلی آ رہی ہیں

دھاگے باندھنا اور منت مانگنا: ➢

یہ رسم 'سوت' یا **'مولی'** باندھنے کے نام سے مشہور ہے۔

ہندومت میں عقیدہ: ☞

ہندومت میں مندروں کے ستونوں، پیپل کے درختوں یا مقدس مقامات پر دھاگے باندھنا منت (Vow) مانگنے کی ایک نشانی ہے۔ عقیدت مند دھاگہ باندھ کر اپنی مراد دیوتا کے سامنے پیش کرتا ہے اور جب مراد پوری ہو جاتی ہے تو وہ واپس آ

کردھاگہ کھولتا ہے یا شکرانے کی نذر دیتا ہے۔

سات چکر (طواف): ➢

ہندومت میں 'پریکرما' (Parikrama) یا 'پردکشینا' کی رسم بہت اہم ہے۔

تفصیل: مندر کے گرد، یا مورتی کے گرد گھڑی کی سمت میں چکر لگانے کو پردکشینا کہتے ہیں۔ یہ عقیدت کا اظہار ہے کہ ہمارا مرکز وہی ہستی ہے جس کے گرد ہم گھوم رہے ہیں۔

تاریخی تسلسل: قدیم ہندو مندروں کے فنِ تعمیر میں پرکرما کے راستے بنائے جاتے تھے۔

سمادھی کی پوجا کا ثبوت: ➢

ہندومت کی کتب اور ان کے مذہبی کلچر میں سمادھیوں کی پوجا کا ثبوت ہر جگہ موجود ہے۔

مٹھ(Maths):

شنکراچاریہ یادیگر بزرگانِ دھرم کے مٹھوں (اشر وموں) میں آج بھی ان کی سمادھیوں (قبروں) پر باقاعدہ پوجا ہوتی ہے۔ان پر دودھ چڑھایا جاتا ہے، چراغ جلائے جاتے ہیں, اوران کے نام پر بھنڈارے (کھانے) تقسیم کیے جاتے ہیں۔

شاستروں میں ذکر:➢

ہندو شاستروں میں ذکر ہے کہ جو شخص اپنے گرو، یا، اچاریہ کی سمادھی کی خدمت کرتا ہے، اسے 'موکش' (نجات) حاصل ہوتی ہے۔

نتیجہ:

یہ تمام رسومات (قبر پر چراغ، پھول، دھاگے، اور چکر) دراصل اس 'ہندو دھرم کا حصہ ہیں، جس نے اسلام کے سادہ عقیدے کو

اپنی رسومات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی۔ اکبر کے دور اور اس کے بعد کے مقامی درباروں میں ان رسومات کو "**روحانیت**" کے نام پر فروغ ملا، تاکہ عام آدمی کو مذہبی پیشواؤں کا محتاج رکھا جاسکے۔

🛡️ برصغیر میں رائج شادی بیاہ: 🛡️

گرھ سوترا

یہ تمام رسومات ہندو مت کے قدیم سنسکاروں اور ان کے معاشرتی و مذہبی عقائد کا براہِ راست نتیجہ ہیں۔ ہندو مت میں شادی (ویواہ) ایک مذہبی فریضہ ہے، اور ان رسومات کا مقصد شادی کو ایک مقدس اور پر تکلف واقعہ بنانا تھا۔

. بارات کا آغاز اور ہندو مت میں اہمیت: ☞

بارات کی روایت قدیم ہندو مت میں "وریاترا" کے نام سے معروف ہے۔

آغاز: ☞

تاریخی اعتبار سے یہ روایت قدیم قبائلی نظام سے شروع ہوئی جہاں دولہا اپنے خاندان، جنگجوؤں اور برادری کے ساتھ پوری شان و شوکت کے ساتھ دلہن کے گاؤں جاتا تھا۔اس کا مقصد صرف رخصتی نہیں، بلکہ ایک طاقت کا مظاہرہ اور دلہن کی حفاظت کا یقین دلانا ہوتا تھا۔قدیم ہندو مت میں اسے ایک "فتحی سفر" کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔

مایوں اور مہندی (ہلدی): ☞

ہلدی (مایوں/مہندی): ہندو مت میں 'ہلدی' کو انتہائی مقدس اور جراثیم کش مانا جاتا ہے۔ شادی سے پہلے دولہا اور دلہن کو ہلدی کا لیپ لگانے کی رسم "ہلدی سنسکار" کہلاتی ہے۔ اس کا مقصد دولہا اور دلہن کو نظرِ بد سے بچانا اور ان کی جلد کو پاک و صاف کر کے انہیں دیوتاؤں کی عبادت کے لیے تیار کرنا ہوتا تھا۔ مہندی لگانا بھی اسی قدیم روایت کا حصہ ہے جسے خوشی اور زرخیزی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

سہرا بندی: ☛

سہرا: ہندو ثقافت میں دولہا کو شادی کے دن ایک **"راجا"** کا درجہ دیا جاتا ہے۔ دولہا کے سر پر پھولوں کا تاج (سہرا) باندھنا دراصل **'کرشن'** یا **'رام'** کی نقل اور ان کی شان و شوکت کا اظہار ہے۔ یہ سہرا، اسے بری نظروں سے بچانے اور اسے ایک خاص روحانی رتبہ دینے کے لیے باندھا جاتا ہے۔

ہاتھ پر دھاگے باندھنا (کنگنا): ☜

کنگنا: شادی سے پہلے دولہا اور دلہن کے کلائی پر جو دھاگہ (مولی) باندھا جاتا ہے، اسے **"کنگنا"** کہتے ہیں۔ ہندو مت میں یہ ایک حفاظتی تعویذ کا کام کرتا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ یہ دھاگہ دولہا اور دلہن کو شادی کی رسومات کے دوران شیطانی اثرات اور بدروحوں سے محفوظ رکھے گا۔

دلہن کا چاول گرانا (خوشحالی کی علامت): ☜

چاول: ہندو مت میں چاول کو اناج کا دیوتا اور زرخیزی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جب دلہن سسرال میں قدم رکھتی ہے، تو اس کے ہاتھوں سے چاول گرانے کی رسم (جسے **"گریھ پروش"** کے وقت کیا جاتا ہے) کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دلہن اپنے سسرال میں خوشحالی، دولت اور برکت لائے گی۔

دودھ پلائی: ☜

دودھ: ویدک رسومات میں دودھ کو کائنات کا جوہر اور پاکیزگی کی علامت مانا جاتا ہے۔ دلہن کے گھر والوں کی طرف سے دولہا کو دودھ پلانے کی رسم دراصل اسے **"مہمانِ خصوصی"** کا درجہ دینے اور اس کے ساتھ خیر سگالی کے رشتے کو پکا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

ان رسومات کا ہندومت میں ثبوت:

یہ تمام رسومات ہندومت کی مقدس کتابوں **"گرہ سوترا"** (Grihya Sutras) میں درج ہیں، جو گھر گرہستی اور شادی بیاہ کے قوانین پر مبنی ہیں۔

ان کتابوں میں درج ہے کہ شادی کے دوران آگ کے گرد

سات پھیرے (ست پدی) لینا، ماتھے پر تلک لگانا، اور دولہا دلہن کو مخصوص زیورات سے آراستہ کرنا ضروری ہے تاکہ ان کا بندھن دیوتاؤں کی نظر میں پکا ہو سکے۔

معزز قارئین!

آج ہمیں آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے گریبان میں جھانکنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہم زبان سے کلمہ پڑھ کر خود کو مسلمان تو کہتے ہیں، مگر ہماری زندگی کا ہر ہر پہلو، ہماری رسومات، ہماری شادی بیاہ، ہماری خوشی و غمی، حتیٰ کہ ہمارے عقائد تک، براہِ راست ہندو مذہبی کتب (وید، منو سمرتی، اور پرانوں) کے بتائے ہوئے طریقوں پر چل رہے ہیں۔ ہم نے اسلام کو صرف اپنے نام تک محدود کر دیا ہے، جبکہ ہماری تہذیب، ہمارے طور طریقے اور ہماری سوچ مکمل طور پر

ہندوانہ ہے۔

🪶: کیا ہم ہندو ہیں؟

ہم نام کے مسلم ہیں، مگر حقیقت میں ہم آج بھی ہم ہندو ہی ہیں۔اس کا ثبوت ہمارے گھروں میں رائج وہ رسومات ہیں جنہیں ہم نے "**ثقافت**" کا نام دے رکھا ہے، حالانکہ وہ اسلام کے دامن پر ایک داغ ہیں۔

🪶: وراثت کی منسوخی:☜

ہندو مذہب میں بیٹی کو جائیداد سے محروم رکھا جاتا ہے۔ہم بھی بیٹی کو وراثت سے محروم کرکے اسے "**جہیز**" (جو کہ ایک خالص ہندوانہ رسم ہے) دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے حق ادا کردیا۔

🪶: موت کی رسومات:☜

تیجہ، دسواں، چالیسواں اور برسی منانا، ہندوؤں کے "شردھا" اور "تیراوہی" کا ہی تسلسل ہے، جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مگر ہم نے دل و جان سے اس کو اپنا رکھا ہے۔

پیرپرستی وقبرپرستی:☜

قبروں کے گرد طواف، دھاگے باندھنا، اور بزرگوں سے حاجات مانگنا وہی ہندوانہ **"مورتی پوجا"** اور **"سمادھی پوجا"** کو اسلامی لبادہ اوڑھا کر ہندو مذہب کی پرستش جاری ہے۔

شادی کے سنسکار:☜

بارات، مایوں، مہندی، سہرہ، اور دلہن کا چاول گرانا، یہ سب "گریہ سوترا" (ہندو شادی کی کتاب) کے عین مطابق ہے۔

ہم آج بھی منو سمرتی کے سماجی ڈھانچے، اور ویدک

توہمات کے قیدی ہیں۔ اگر ہم نے ان ہندو رسومات کو نہ چھوڑا تو ہمارا صرف **"مسلمان"** کہلانا ہمیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں منافقت اور غیروں کی تقلید کرنے والوں کے لیے سخت تنبیہ فرمائی ہے۔

غیروں کی اندھی تقلید پر ممانعت:✅

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:☜

🪶❀وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ❀

ترجمہ: اور ان لوگوں کی خواہشات (اور طریقوں) کی پیروی نہ کرو جو نہیں جانتے۔🪶

(سورۃ الجاثیہ: 18):➢

ایک اور مقام پر فرمایا:

🪶❀اَفَحُكۡمَ الۡجَاهِلِيَّةِ يَبۡغُوۡنَ‌ ؕ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكۡمًا لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ❀

ترجمہ: کیا یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ اور اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ اس قوم کے لیے جو یقین رکھتی ہے۔🪶

(سورة المائده: 50)➢

کفاری کی رسم ورواج کی پیروی سے ممانعت:✅

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:☞

🪶❀ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ❀

ترجمہ: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ انہی میں سے ہے۔🪶

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، حدیث نمبر: 4031)➢

یہ حدیث ہمارے لیے ایک کھلا انتباہ ہے کہ اگر ہماری رسومات، ہماری شادی بیاہ، اور ہمارے عقائد ہندوؤں جیسے ہیں، تو ہم اسلامی دائرے کے بجائے ہندو مذہب ہی کے پیروکار ہیں جسے ہم نے اپنا رکھا ہے۔

منافقانہ رویے پر وعید: ✅

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ☜

🪶❀یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ❀

ترجمہ: اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو

جاؤاور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(سورۃ البقرہ: 208): ➢

: محترم قارئین!

☜: ہم نے واضح طور پر آج اپنی آنکھوں سے اپنی حقیقت پڑھ لی ہے، کہ ہم اپنی زندگی کے عملی نظام میں آج بھی مکمل طور پر ہندو ہیں۔ ہم نے صرف اسلامی نام رکھے ہیں مگر اسلام کے اصولوں کو پسِ پشت ڈال کر ہندو مذہبی کتب کے تابع ہیں۔ یہ منافقت ہمیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتی۔ جس دن ہم نے ان تمام ہندوانہ رسومات (تیجہ، جہیز، قبر پرستی، توہمات) کو قرآن اور سنت کی چھری سے کاٹ کر پھینک دیا، اسی دن ہم حقیقی معنوں میں **"مسلمان"** بنیں گے۔

☜: نام کا مسلمان ہونا کافی نہیں، ہمیں عقائد اور اعمال میں بھی مسلمان بننا ہوگا۔ ورنہ یاد رکھیں، اللہ کا قانون سب کے لیے برابر ہے اور وہ منافقت کو سخت ناپسند فرماتا ہے۔ اب وقت ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس ہندوانہ تہذیب کی زنجیروں سے آزاد کرائیں۔ اور سچے دل سے توبہ کریں اللہ تعالیٰ کے حضور، اور اسلام کو اپنی زندگیوں پر مکمل پابندی کے ساتھ نافذ کریں۔

🛡️ باب اول سے ہمیں کیا حاصل ہوا 🛡️

🪶 باب اول کا خلاصہ:

اس باب میں ہم نے یہ سمجھا کہ اسلام کا اصل سرچشمہ خالصتاً

قرآن اور سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ برصغیر کی طرف رخ کریں تو اسلام سے قبل یہاں ظالمانہ کاسٹ سسٹم اور برہمناد کا راج تھا، مگر اسلام کی آمد اور اس کے مساوات و عدل کے پیغام سے متاثر ہو کر پسے ہوئے طبقات نے جوش و خروش سے اسے قبول کیا۔

تاہم، برہمناد کے زوال اور برہمنوں اور نو مسلموں کے اسلام لانے کے بعد صورتحال بدل گئی،ان برہمنوں اور نو مسلموں نے اندرونی طور پر اپنی پرانی رسومات، توہم پرستی اور ذات پات کے اثرات کو اسلامی معاشرے میں بھی شامل کر لیا، بجائے ان کو ترک کرنے کے،ان ہندو عقائد،اور،رسم ورواج سے اسلام کا بنیادی توحیدی نظام شدید متاثر ہوا،اور اس طرح برصغیری اسلام صرف پانچ، فیصد اسلام ہے (نماز روزہ کی صورت میں) مگر پچانوے فیصد ہندو دھرم ہے۔

انھی تاریخی حقائق اور ہندو نظریات کی آمیزش، جیسے ذات پات، مزارات پر غلو اور کرم کانڈ کے اثرات، کی وجہ سے برصغیر

کا موجودہ اسلام اپنے عملی اور فکری روپ میں سو فیصد خالص نہیں رہا۔ آج خالص اسلام کی طرف واپسی کے لیے قرآن و سنت کی اصل تعلیمات کی طرف پلٹنا ہی ہماری نجات کا واحد راستہ ہے۔

✧ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ✧

✧ ہمارا باب اول اپنی تمام تر حقانیت کے ساتھ مکمل ہوا ✧

❁ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ ❁ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، ❁

اے اللہ ! رحمت نازل فرما محمد پر ✧، اور محمد کی آل پر

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ❁ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، ❁

جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر ✧ اور ابراہیم کی آل پر

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ❁

بے شک تو تعریف کیا گیا (خوبیوں والا) بڑی شان والا ہے

❁ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ ❁ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، ❁

اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر ✧ اور محمد کی آل پر

كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ ❁ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ❁

جیسے تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر ✧ اور ابراہیم کی آل پر

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ❁

بے شک تو تعریف کیا گیا (خوبیوں والا) بڑی شان والا ہے

باب دوئم

دین، علماء اور بدعات

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيم

۞اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ، ۞وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الۡكَرِيمِ۞وَعَلٰى آلِهِ وَأَصۡحَابِهِ أَجۡمَعِينَ۞

تعارف:

اس باب میں ہم ملا، عالم اور ملا کے ہاتھ اسلام کی بیخ کنی، ایک عالم کے فرائض اور دینِ اسلام کے بنیادی عقائد پر بحث کریں گے۔

ملا کا تصور اور اسلام

✧ملا کا پس منظر اور تعریف✧

ملا کا پس منظر اور تعریف:

لفظ ملا عربی کے "مولیٰ" سے نکلا ہے، جس کا مطلب دوست یا سرپرست تھا۔ لیکن برصغیر میں یہ لفظ ایک ایسے طبقے کے لیے

مخصوص ہو گیا جس نے دین کی تفہیم اور اجارہ داری کو اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔

تاریخی ارتقاء:

سلاطینِ دہلی اور مغلوں کے دور میں جب اسلام حکومتی مذہب بنا، تو ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا، جسے درباروں میں سرکاری سرپرستی ملی۔ آہستہ آہستہ اس طبقے نے خود کو قرآن و سنت کا واحد ترجمان قرار دے دیا۔ اور عوام کو یہ باور کرایا کہ عام آدمی کے لیے دین کو سمجھنا ممکن نہیں، اس کے لیے ملا کا واسطہ ضروری ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، اس طبقے نے دین کی تشریح پر اپنا حقِ ملکیت قائم کر لیا۔ اس پس منظر میں ملا کا مطلب اب محض ایک عالمِ دین نہیں، بلکہ ایک ایسا شخص ہے، جس نے دین کو اپنی، روزی روٹی، سماجی رتبے اور سیاسی اثر ورسوخ کا ذریعہ بنا لیا ہے۔

ملا کی برہمنانہ سوچ اور اجارہ داری:

ملا طبقے کی سوچ میں وہی عناصر کار فرما ہیں، جو قدیم برہمنیت کے پائے جاتے ہیں۔ اسے درج ذیل نکات سے سمجھا جا سکتا ہے:

علم پر اجارہ داری:

برہمنوں نے ویدوں کو اپنی جاگیر بنا لیا تھا اور عام لوگوں کے لیے ان کا مطالعہ ممنوع قرار دیا تھا۔ اسی طرح، ملا طبقے کے کچھ عناصر نے ایک **"نفسیاتی خوف"** پیدا کر رکھا ہے کہ **"قرآن کا ترجمہ و تفسیر خود پڑھنا گمراہی کا راستہ ہے"**۔ یہ دراصل اس لیے ہے تاکہ عوام کی دین تک براہِ راست رسائی نہ ہو، اور وہ ہر معاملے میں ملا کے فتووں کے محتاج رہیں۔

پیچیدہ فقہ کا جال:

جس طرح برہمنوں نے رسومات کو اتنا پیچیدہ کر دیا کہ پنڈت کے بغیر کوئی کام ممکن نہ رہا، اسی طرح ملاؤں نے دینِ مبین کو

فقہی باریکیوں اور ذیلی مسائل میں اتنا الجھا دیا ہے کہ عام آدمی کو لگتا ہے کہ وہ دین کو سمجھنے کا اہل ہی نہیں ہے۔

جنت و دوزخ کی کنجی:

برہمن خود کو "**بھومی دیو**" (زمین پر خدا) کہتے تھے جن کی خوشنودی نجات کے لیے ضروری تھی۔ ملا نے پیری مریدی کے ذریعے یہی تصور پیدا کیا کہ "**پیر**" یا "**ولی**" کی سفارش یا تصدیق کے بغیر اللہ کا قرب ممکن ہی نہیں۔

قرآن سے دوری، ایک سوچی سمجھی سازش:

آج جب کہ قرآن کے تراجم اور تفاسیر ہر زبان میں دستیاب ہیں، تب بھی عوام کو براہِ راست مطالعے سے روکنا ایک خطرناک ہتھکنڈہ ہے۔ اس کی وجوہات واضح ہیں:

فکری آزادی کا خوف:

جب ایک مسلمان براہِ راست اللہ کا کلام پڑھتا ہے، تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اسے عقل و شعور استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔ ملا طبقہ اس **"فکری آزادی"** سے ڈرتا ہے کیونکہ اس سے ان کی "مذہبی دکان داری" خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

بدعات کا دفاع:

چونکہ اکثر رسومات (تیجہ، چہلم، قبر پرستی، وغیرہ) قرآن سے ثابت نہیں، اس لیے ملا طبقہ عوام کو قرآن سے دور رکھتا ہے تاکہ وہ ان کی بنائی ہوئی ان رسومات کو ہی **"اصل اسلام"** سمجھتے رہیں۔

قرآنی تنبیہ اور اسلامی موقف: ✅

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایسے لوگوں کی سخت مذمت کی ہے جو

اللہ کے کلام کو چھپاتے ہیں یا اسے اپنی مرضی کے مطابق توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہیں۔

قرآن کا حکم: ✅

🪶 ۞ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۞

ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ، اور نہ ہی حق کو چھپاؤ، جبکہ تم (حقیقت) جانتے ہو۔ 🪶

(سورۃ البقرہ: 42) ➢

اللہ کے کلام پر اجارہ داری کی تردید: ✅

🪶 ۞ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۞ ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل

کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے، تو کیا کوئی ہے؟ جو نصیحت حاصل کرے؟

(سورۃ القمر: 17)➢

یہ آیت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان بنایا ہے، نہ کہ اسے کسی مخصوص طبقے کی ملکیت قرار دیا ہے۔

حاصل کلام:

ملا کی اس برہمنانہ سوچ کا توڑ, ملا کی اس برہمنانہ سوچ کا توڑ صرف ایک ہی ہے، **براہِ راست قرآن کا مطالعہ۔**

جب تک مسلمان خود اللہ کا کلام نہیں پڑھے گا، وہ اسی طرح °**مذہبی ٹھیکیداروں**° کے ہاتھوں استعمال ہوتا رہے گا۔ یاد رکھیں، اللہ نے قرآن کو °**ہادی**° (ہدایت دینے والا) کہا ہے، اور جو شخص آپ کو اللہ کی کتاب سے دور رکھے، وہ آپ کا خیر خواہ

نہیں، بلکہ وہی برہمنانہ ذہنیت ہے جو آپ کو اپنے غلامی کے طوق میں جکڑے رکھنا چاہتی ہے۔

ملا اور عالمِ دین میں فرق

✧❀✧

تعارف:

ملا° **مذہبی ٹھیکیدار**° اور عالمِ دین° **وارثِ انبیاء**° کے درمیان فرق کو سمجھنا معاشرے کی فکری اور عقیدتی بقا کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ ذیل میں ان دونوں طبقات کا تقابلی جائزہ ان کی تعریف، کام، مقصد، عوام پر اثرات اور اسلام پر مرتب ہونے والے اثرات کے ساتھ پیش ہیں۔

ملا (مذہبی ٹھیکیدار) ☜:

یہ وہ شخص ہے جس کے پاس علم محض ایک پیشہ، روزی روٹی کا ذریعہ، اور سماجی رتبہ حاصل کرنے کا اوزار ہوتا ہے۔ اس کی فکر محدود، لکیر کی فقیر اور فرقہ وارانہ تعصب سے لیس ہوتی ہے۔

وہ دین کو الہامی کتاب کے بجائے اپنی برادری کے رسم و رواج اور آباؤاجداد کی تقلید کے آئینے میں دیکھتا ہے۔

یا، ایک عام مؤذن جو خود کو قاری ظاہر کرتا ہے اور بناء اسلامی علم فتوے اور عقائد اخذ کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

عالمِ دین (وارثِ انبیاء) ☜:

یہ وہ شخص ہے جو گہرے فہم، تقویٰ اور بصیرت کا مالک ہے۔

اس کا علم اسے متکبر بنانے کے بجائے عاجز بناتا ہے۔ وہ کسی مخصوص فرقے کا نمائندہ بننے کے بجائے پورے دینِ مبین کا

ترجمان ہوتا ہے، اور وقت کے تقاضوں کے مطابق قرآن سے رہنمائی حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

قرآنی آیات: ✅

🪶 ۞إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۞

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں سے اس (اللہ) سے صرف وہی ڈرتے ہیں جو علم رکھنے والے ہیں۔ 🪶

(سورۃ الفاطر: 28)➢

🪶 ۞ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۞

ترجمہ: (آپ ﷺ) فرما دیجیے: کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے، برابر ہو سکتے ہیں؟۔ 🪶

(سورة الزمر: 9)➢

:کام(Work / Function)☞

ملا، کا کام: ☞

عوام کو فروعی اور فکری مسائل میں الجھائے رکھنا، نو مسلموں یا سادہ لوح مسلمانوں میں ہندوانہ رسومات (جیسے تیجہ، چہلم، تعویذ گنڈے، اور قبر پرستی) کو تحفظ دینا، اور قرآن کا براہِ راست ترجمہ پڑھنے سے روکنا، تاکہ اس کی چوہدراہٹ قائم رہے۔

:عالِم دین کا کام: ☞

لوگوں کو اوہام پرستی، بدعات اور غیر شرعی رسومات کے جال سے نکال کر براہِ راست کتابِ الٰہی (قرآن مجید) سے جوڑتا ہے۔ دین کی اصل روح یعنی ° **توحیدِ خالص** ° کو عام کرنا اور شریعت کے احکامات کو آسان بنا کر پیش کرنا۔

قرآنی آیات:✅

🪶۞اَلَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخۡشَوۡنَهٗ وَلَا
یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ۞

ترجمہ: وہ لوگ (انبیاء کرام) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی (اللہ) سے ہی ڈرتے ہیں، اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔🪶

(سورۃ الاحزاب: 39)➢

🪶۞یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ
وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ۞

ترجمہ: اے رسول ﷺ! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اسے (لوگوں تک) پہنچا دیجیے، اور

اگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا تو آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام نہیں پہنچایا۔ 🪶

(سورۃ المائدہ: 67)➢

🕯️ مقصد(Objective / Goal) 🕯️

🪶ملا کا مقصد:☞

نذرانے جمع کرنا، آستانوں اور مزاروں کی گدی نشینی برقرار رکھنا، سیاست اور معاشرے پر اپنے خوف پر مبنی اثر و رسوخ قائم رکھنا، اور حق بات کو صرف اس لیے چھپانا، تاکہ اس کا اپنا، مالی یا سماجی نقصان نہ ہو۔

🪶عالمِ دین کا مقصد:☞

اللہ کی رضا حاصل کرنا، بندوں کا تعلق ان کے حقیقی خالق سے

جوڑنا، معاشرے کی اخلاقی وفکری اصلاح کرنا، اور لوگوں کو فلاح ونجات کی راہ، دیکھنا۔ اس کا مقصد انسانوں کو اپنا نہیں بلکہ اللہ کا غلام بنانا، ہوتا ہے۔

قرآنی آیات: ✅

🪶 ۞اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ الۡکِتٰبِ وَیَشۡتَرُوۡنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِهِمۡ اِلَّا النَّارَ ۞

ترجمہ: بیشک جو لوگ اس کتاب کی (آیات اور ہدایتوں) کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے نازل کی ہے اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کرتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھر رہے۔ 🪶

(سورۃ البقرہ: 174)➢

﴿ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ﴾

ترجمہ: (آپ ﷺ) فرما دیجئے! کہ میں اس (تبلیغ دین پر) تم (لوگوں) سے کوئی اجر نہیں مانگتا (اور یہ تبلیغ دین تو) تمھارے لیے ہی ہے۔ میرا اجر تو (میرے) اللہ پر ہے

(سورۃ سبا: 47)➢

عوام پر اثرات

ملا کے اثرات:☞

عوام میں اندھی تقلید، فکری جمود، اور توہم پرستی جنم لیتی ہے۔

لوگ دین کو صرف چند ظاہری رسومات کا مجموعہ سمجھ لیتے ہیں اور اپنی دنیاوی و اخروی مشکلات کے حل کے لیے اللہ کے

بجائے پیروں، عاملوں اور قبروں کے محتاج ہو جاتے ہیں۔

معاشرہ، مالی اور ذہنی استحصال کا شکار ہو جاتا ہے۔

🪶عالمِ دین کے اثرات:☜

عوام میں فکری بیداری، علم دوستی اور عقل و خرد کا استعمال بڑھتا ہے۔لوگوں کا توکل صرف اللہ کی ذات پر پکا ہوتا ہے۔ معاشرہ فرقہ واریت کی لعنت سے پاک ہو کر ایک دوسرے کے لیے سراپا رحمت بن جاتا ہے اور انسانوں کو فکری آزادی نصیب ہوتی ہے۔

قرآنی آیات:✅

🪶۞اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ۞

ترجمہ: انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور درویشوں کو رب

بنالیا۔ 🪶

(سورۃ التوبہ: 31ط)➢

🪶۞ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۞

ترجمہ: اور انہیں ان کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے ، تو وہ اس (نصیحت پر) اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ عقل و شعور سے کام لیتے ہیں)۔ 🪶

(سورۃ الفرقان: 73)➢

🕯️ اسلام پر ملا اور عالم کے مرتب اثرات(Impact on Islam) 🕯️

ملا کے اثرات:

اسلام کا روشن، فطری اور سادہ چہرہ مسخ ہو جاتا ہے۔ غیر مسلموں کے سامنے اسلام ایک پیچیدہ، جاہلانہ اور رسومات سے بھرا ہوا مذہب دکھائی دیتا ہے (جس کی وجہ سے اسلام کی بدنامی ہوتی ہے)۔ دین میں ایسی بدعات داخل ہو جاتی ہیں جن کی اصل جڑیں قدیم ہندوانہ سنسکاروں میں ملتی ہیں۔

عالمِ دین کے اثرات:

اسلام کی حقیقی، شفاف اور خالص توحید زندہ ہوتی ہے۔ دینِ اسلام ایک متحرک، جدید اور کائناتی نظام کے طور پر ابھرتا ہے جو ہر دور کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ غیر مسلموں کے لیے اسلام کی طرف راغب ہونے کے رستے کھلتے ہیں اور سنتِ نبویؐ کا احیاء ہوتا ہے۔

قرآنی آیات:✅

🪶۞وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۞

ترجمہ: اور حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو اور نہ ہی حق کو چھپاؤ، جبکہ تم (حقیقت) جانتے ہو۔🪶

(سورۃ البقرہ: 42)➢

🪶۞وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۞

ترجمہ: اور اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا، اور نیک عمل کیا اور کہا کہ بیشک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔🪶

(سورۃ فصلت: 33)➢

🪶 حاصلِ کلام: ☜

حاصلِ کلام یہ ہے کہ آج کے دور میں ° **ملا** ° اور ° **عالمِ دین** ° کے درمیان فرق کو سمجھنا, بقائے دین کے لیے ناگزیر ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے اسلام کی روشن اور خالص تعلیمات کو ملاازم کے ان تاریک حصاروں میں قید کر دیا ہے, جو حقیقت میں برہمنیت کی باقیات ہیں۔

✧اس بحث کا نچوڑ درج ذیل نکات پر مبنی ہے✧

🪶 اجارہ داری کا خاتمہ اور فکری آزادی: 🙌

ملا کا سارا نظام ° **اجارہ داری** ° پر قائم ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ عوام قرآن سے دور رہیں، تاکہ وہ اپنی خودساختہ تفسیروں اور فتووں کی دکان چلاتا رہے۔ اس کے برعکس، سچا عالمِ دین عوام کو

◦**قرآن کا قاری**◦اور◦**مفکر**◦بناتا ہے۔

🪶:رسومات بمقابلہ توحید:🔁

آج جو کچھ ہم شادیوں، موت کی رسومات، آستانہ پرستی اور تعویذ گنڈوں کی صورت میں کر رہے ہیں، یہ اسلام نہیں بلکہ قدیم ہندو رسوم کا ملغوبہ ہے۔ایک عالمِ دین کا کام ان رسومات کو اسلام کا نام دینے کے بجائے، توحیدِ خالص کی روشنی میں ان کے باطل ہونے کو واضح کرنا ہے۔

🪶: عملی احتساب:🌟

ہم نے جان لیا کہ ملا صرف◦**باتیں**◦کرتا ہے جبکہ عالمِ دین ◦**عملی نمونہ**◦پیش کرتا ہے۔قرآن میں دی گئی تنبیہات، جیسے کہ حق کو چھپانا یا قول و فعل کا تضاد، دراصل ان لوگوں کے لیے ہیں جو دین کے ٹھیکیدار بن کر بیٹھ گئے ہیں۔

🪶 حتمی راستہ: قرآن کی طرف واپسی: 📖

☜: ہم پیروں، آستانوں اور عاملوں کی دہلیزیں چھوڑ کر اللہ کی کتاب کی طرف لوٹیں۔

☜: ہم اسلام کو کسی فرقے یا ملا کی آنکھ سے نہیں، بلکہ براہِ راست قرآن کی روشنی میں دیکھیں۔

☜: ہم یہ تسلیم کریں کہ ہماری بہت سی خرافات ہندوانہ تہذیب کا تحفہ ہیں، اور انہیں دین سے نکال پھینک دینا ہی ہماری نجات ہے۔

🪶 آخری بات: 🗣️

اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ° **نور** ° اور ° **ہدایت** ° کہا ہے۔ یہ نور تب ہی نصیب ہوگا، جب ہم اسے پڑھیں گے، سمجھیں گے، اور اپنی زندگی کا دستور بنائیں گے۔ ملا، کی غلامی سے نجات کا راستہ

صرف اور صرف "قرآن سے براہِ راست تعلق"

✧❁✧═══════════════✧❁✧

🕯️ آستانوں اور پیری مریدی کی حقیقت 🕯️

✧❁✧═══════════════✧❁✧

تمہید:

اسلام میں °ولی° (اللہ کا دوست) کا تصور قرآن نے واضح کیا ہے کہ اللہ کا ولی وہ ہے جو متقی ہو اور احکاماتِ الٰہی کی پیروی کرنے والا ہو۔ لیکن برصغیر میں جو آستانہ پرستی رائج ہے، وہ عملاً ہندو مت کے °مٹھ° اور °سمادھی° کے تصور کا چربہ ہے۔

خرافات کا مرکز: ☜

آستانوں پر قبروں کو سجدہ کرنا، ان کا طواف کرنا، منتیں مانگنا اور وہاں چراغ جلانا، یہ سب کام قرآن وسنت کی تعلیمات کے یکسر منافی ہیں۔ اسلام میں قبر کی زیارت کا مقصد صرف عبرت اور آخرت کی یاد ہے، نہ کہ قبر والے کو مشکل کشا یا حاجت روا سمجھنا۔ اور ہم پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ یہ سب ہندو دھرم کے عقائد ہیں۔

پیری مریدی کا بگاڑ: ☜

آج کی پیری مریدی میں مرید کو پیر کا غلام بنا دیا جاتا ہے۔ مرید کا یہ عقیدہ کہ **"پیر سب کچھ جانتا ہے" "یا" پیر کے بغیر جنت نہیں مل سکتی"**، دراصل برہمنانہ فلسفہ ہے جہاں پنڈت کو نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔

🪶 اسلام میں بیعت کا حقیقی تصور: ☞

اسلام میں بیعت کا مطلب °**اطاعت کا عہد**° ہے، نہ کہ کسی انسان کو اللہ کے برابر مقام دینا۔

🪶 بیعتِ نبوی ﷺ: صحابہ کرامؓ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے، جس کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی، جہاد، یا کسی خاص نیکی پر ثابت قدم رہنا ہوتا تھا۔

🪶 بیعت کی حدود: ☞

بیعت صرف قرآن و سنت کی اطاعت تک محدود ہے۔ اگر کوئی پیر یا رہنما قرآن و سنت کے خلاف حکم دے، تو اس کی اطاعت حرام ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی اندھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

🛡️ اسلام میں حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ کی 🛡️

اسلام میں صرف اللہ کی ذات ہی مرکزِ عبادت اور حاجت روا ہے۔

قرآنی آیات:✅

صرف اللہ ہی سے مدد طلب کریں:

🪶۞اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۞

ترجمہ: اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔🪶

(سورۃ الفاتحہ: 5)➢

اللہ کے سوا کسی کو پکارنا شرک ہے:✅

🪶۞وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ۞

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان، پھر اگر تو ایسا کرے گا تو بیشک تو ظالموں (مشرکوں) میں سے ہو گا۔ 🪶

(سورۃ یونس: 106)➢

احادیثِ مبارکہ: ✅

نبی ﷺ کی تنبیہ: ☜

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

🪶❀إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ❀

ترجمہ: جب تم مانگو تو اللہ سے مانگو، اور جب مدد طلب کرو تو اللہ

ہی سے مدد طلب کرو۔🪶

(جامع ترمذی، حدیث نمبر: 2516)➢

شرک سے ممانعت:✅

نبی کریم ﷺ نے قبروں کو پوجنے کی جگہ بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

🪶❀حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ، أَنَّ عَائِشَةَ ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ ، قَالَا : لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ ، فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ ، فَقَالَ : وَهُوَ كَذَلِكَ ، لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ

مَا صَنَعُوا ❀

ترجمہ: ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے، انہوں نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ عائشہ اور عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے۔ جب کچھ افاقہ ہوتا تو اپنے مبارک چہرے سے چادر ہٹا دیتے۔ آپ ﷺ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا، یہود و نصاریٰ پر اللہ کی پھٹکار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ آپ ﷺ یہ فرما کر امت کو ایسے کاموں سے ڈراتے تھے۔ 🪶

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 435) ➢

ملا اور آستانہ داروں کی برہمنانہ سوچ: ✅

آستانوں کے رکھوالے اور پیر پرست طبقہ اسی برہمنانہ حکمت عملی کو اپناتا ہے:

ڈروانا:

عوام کو یہ باور کرانا کہ **"پیر ناراض ہو گیا تو سب برباد ہو جائے گا۔"**

تقدس کا لبادہ:

قبروں اور آستانوں کو ایسے پیش کرنا، جیسے وہ براہِ راست اللہ سے بات کر رہے ہوں۔

قرآن سے دوری:

پیر مرید کو صرف **"ذکر"** یا **"وظیفہ"** دیتے ہیں، قرآن کی تفسیر نہیں پڑھاتے۔ کیونکہ اگر مرید قرآن سمجھ گیا تو اسے پیر کی ضرورت نہیں رہے گی۔

خلاصہ:

آستانے، پیری مریدی اور قبر پرستی کے نام پر رائج رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام توحید کا نام ہے اور توحید یہ ہے کہ انسان براہِ راست اپنے رب سے تعلق جوڑے۔ کسی انسان (خواہ وہ کتنا ہی بڑا پیر کیوں نہ ہو) کو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان واسطہ بنانا، شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ ایک باشعور مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی بیعت صرف اللہ کے دین (قرآن و سنت) پر کرے، نہ کہ کسی انسان کے ہاتھ پر جو اسے اللہ سے دور کر کے اپنے آستانے کا غلام بنا لے۔

🕯️ بیماریوں کے علاج میں غیر شرعی عملیات، تعویذات اور عاملین کا جائزہ اور پیروں کے اثرات 🕯️

تمہید:

بیماریوں کے علاج کے لیے غیر شرعی عملیات، تعویذات اور نام نہاد عاملین کا سہارا لینا ہمارے معاشرے کا ایک ایسا سنگین المیہ ہے جس نے توحید کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ یہ سارا نظام نہ صرف اسلامی تعلیمات کے منافی ہے بلکہ یہ اسی
"برہمنانہ" سوچ کا تسلسل ہے جس پر ہم نے پہلے بات کی، جہاں ایک عام انسان کو اللہ سے براہِ راست تعلق کے بجائے کسی **"مذہبی ٹھیکیدار"** یا **"روحانی عامل"** کا محتاج بنا دیا جاتا ہے۔

غیر شرعی عملیات اور تعویذات کی حقیقت

آج کل بیماروں کو شفا کے نام پر جو تعویذ، دھاگے، گنڈے، اور جادوئی عملیات دیے جاتے ہیں، ان کی حیثیت صرف اور صرف شرک اور توہم پرستی کی ہے۔

🪶 **عاملین کا جال:** یہ عاملین (جو اکثر خود کو پیر یا ولی اللہ کہتے ہیں) قرآن کی آیات کو غلط انداز میں لکھ کر، ان میں غیر اللہ کے نام ملا کر یا نجومیوں والے طریقے اپنا کر عوام کو بیوقوف بناتے ہیں۔

تعویذ کی حقیقت: اسلام میں دم کرنا (قرآنی آیات کے ذریعے) تو ثابت ہے، لیکن تعویذ لٹکانا یا باندھنا، جس میں نامعلوم الفاظ یا نقش ہوں، نبی کریم ﷺ نے اسے شرک قرار دیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان: ✅

🪶❀عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ إِلَيْهِ رَهْطٌ، فَبَايَعَ تِسْعَةً وَأَمْسَكَ عَنْ وَاحِدٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، بَايَعْتَ تِسْعَةً وَتَرَكْتَ هَذَا؟ قَالَ: "إِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً" فَأَدْخَلَ يَدَهُ فَقَطَعَهَا، فَبَايَعَهُ، وَقَالَ: "مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ" ❀

ترجمہ: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جماعت (بیعت کے لیے) آئی۔ آپ ﷺ نے نو (9) افراد سے بیعت لے لی اور ایک کو چھوڑ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نو سے بیعت لے لی اور اسے چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اس نے تعویذ لٹکایا ہوا ہے'۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک داخل کر کے اس تعویذ کو کاٹ دیا، اس سے بیعت لی اور فرمایا: 'جس نے تعویذ لٹکایا، اس نے شرک کیا'۔

(مسند احمد، حدیث نمبر: 16783) ➢

🛡️ پیروں اور عاملین کا برہمنانہ کردار 🛡️

🪶 **یہ پیر اور عامل اسی قدیم برہمنانہ فلسفے پر کام کرتے ہیں**

🪶 **واسطہ بازی:** انہوں نے یہ تاثر قائم کر رکھا ہے کہ **"تمہاری بیماریوں اور مصیبتوں کے لیے میری دعا یا میرا تعویذ ضروری ہے، کیونکہ اللہ تک تمہاری رسائی اتنی آسان نہیں"۔** یہ تصور سراسر توحید کے خلاف ہے کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ بندے کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

🪶 **خوف اور استحصال:** بیماری کی حالت میں انسان کمزور ہوتا ہے، یہ عاملین اس کمزوری کا فائدہ اٹھا کر مریض کو ڈراتے ہیں کہ

"تم پر جادو ہے، یا کسی کا سایہ ہے"۔اس خوف کے ذریعے وہ مریض کا مالی اور ذہنی استحصال کرتے ہیں۔

اسلام کا نقطہ نظر: علاج اور توکل: ✅

اسلام بیماریوں کے علاج کے لیے اسباب اختیار کرنے اور اللہ پر توکل کرنے کا حکم دیتا ہے:

طبّی علاج: نبی کریم ﷺ نے خود علاج کروایا اور علاج کی ترغیب دی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ✅

🪶 ❀تَدَاوَوْا عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ مَعَهُ شِفَاءً، إِلَّا الْهَرَمَ ❀

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! علاج معالجہ کیا کرو، کیونکہ اللہ سبحانہ نے کوئی ایسی بیماری نہیں بنائی جس کے ساتھ اس کی شفا بھی پیدا نہ کی ہو، سوائے ایک بیماری کے (اور وہ) بڑھاپا ہے 🪶

(سنن ابن ماجہ :حدیث نمبر: 3436 ۔فصل : طب کا

بیان)➢

🪶 **قرآنی دم:** اگر دم کرنا ہو تو صرف اور صرف قرآن کی آیات اور مسنون دعاؤں کے ذریعے کیا جائے، اور اس میں بھی یہ عقیدہ ہو کہ شفا دینے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔

🪶 **خود کفالت:** اسلام نے کسی عامل کا محتاج ہونے سے منع کیا ہے۔ ہر مسلمان خود اپنے آپ پر قرآن پڑھ کر دم کر سکتا ہے، اسے کسی پیر کے آستانے پر جانے کی ضرورت نہیں۔

🪶 **پیروں کے اثرات اور معاشرتی بگاڑ:**

اس نظام نے معاشرے پر انتہائی تباہ کن اثرات چھوڑے ہیں:

توکل کا خاتمہ: لوگ اللہ پر توکل کرنے کے بجائے عاملین پر توکل

کرنے لگے ہیں۔

🪶 **:مالی لوٹ مار:** ایک بیمار اور مجبور انسان اپنی جمع پونجی ان عاملین کی نذر کر دیتا ہے، جس سے معاشرے میں غربت اور جہالت بڑھتی ہے۔

🪶 **:عقائد کی تباہی:** جب بیماری کا علاج تعویذوں سے تلاش کیا جاتا ہے، تو انسان کا عقیدہ کمزور ہو جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ شرک کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

قرآنی فیصلہ: ✅

🪶 : ۞وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ ۞

ترجمہ: اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔🪶

(سورۃ الانعام: 17) ➢

: نتیجہ اور حاصلِ کلام:

جو مسلمان بیماری کے علاج کے لیے عاملوں اور پیروں کے پاس تعویذ لینے جاتا ہے، وہ دراصل اپنی توحید کا سودا کر رہا ہے۔

: یاد رکھیں:

شفا کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔ علاج کے لیے کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس جانا سنت ہے، اور شفا کے لیے صرف اللہ سے دعا کرنا ایمان ہے۔ عاملوں اور پیروں کی دہلیزیں آپ کو شفا نہیں، بلکہ ایمان سے محرومی اور شرک کی طرف لے کر جاتی ہیں۔

: حاصلِ کلام:

بیماریوں کے نام پر ہونے والی یہ عملیات اور تعویذات کا کاروبار اسلام نہیں، بلکہ یہ ایک **"مذہبی تجارت"** ہے جس کی جڑیں اسی ہندوانہ توہم پرستی میں پیوست ہیں۔

🕯️ قبرپرستی، پیرپرستی اور اسلام 🕯️

قبرپرستی اور پیرپرستی برصغیر کے مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا فکری اور عقیدتی چیلنج بن چکے ہیں۔ یہ دونوں تصورات اسلام کے بنیادی ستون **توحید** کی عمارت میں دراڑیں ڈالنے کا باعث بنے ہیں۔

قبر پرستی: ہندوانہ سمادھی پوجا کا اسلامی لبادہ:

قبر پرستی دراصل اسلام سے پہلے کے عقائد، خاص طور پر ہندو مت کی **سمادھی پوجا** کا ایک تسلسل ہے۔

تصور: ہندو دھرم میں سمادھی (**قبر**) کو جوگی یا پنڈت کا مسکن مانا جاتا ہے، جہاں وہ روح کو خوش کرنے کے لیے پوجا کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں یہی تصور **مزار** اور **درگاہ** کے نام پر منتقل ہو گیا۔

رسومات: قبروں پر چادریں چڑھانا، پھول نچھاور کرنا، چراغ جلانا، سجدہ کرنا، قبر کا طواف کرنا، اور وہاں منتیں مانگنا یہ سب وہ رسومات ہیں جو ہندو دھرم کی ہیں اور اسلامی نام دے کر اسلام میں داخل کر دی گئی ہیں۔ اسلام میں قبر کی زیارت کا مقصد صرف **آخرت کو یاد کرنا** ہے، نہ کہ قبر والے کو اپنا مشکل کشا سمجھنا۔

قرآنی تنبیہ: اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جسے تم پکارتے ہو وہ

تو خود بے بس ہے: ✅

🪶 ۞إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ ۞

ترجمہ: جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ بھی تمہارے جیسے ہی بندے ہیں۔ 🪶

(سورۃ الاعراف: 194) ➢

پیر پرستی: برہمن کا اسلامی ورژن: 🪶

پیر پرستی کا موجودہ نظام دراصل برہمنانہ معاشرتی ڈھانچے کی ایک نقل ہے، جہاں ایک طبقے نے خود کو **مقدس** بنا کر عوام کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔

اجارہ داری: برہمن کی طرح، **پیر** نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تک رسائی صرف اس کے واسطے سے ممکن ہے۔ مرید کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ اگر وہ پیر کی بات نہیں مانے گا یا اسے نذرانہ نہیں دے گا تو اللہ اس سے ناراض ہو جائے گا۔

فکری غلامی: پیر پرستی میں مرید اپنی عقل و شعور کو پیر کے قدموں میں رکھ دیتا ہے۔ یہ قرآن و سنت کی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام میں کوئی بھی انسان کسی دوسرے کا روحانی مالک نہیں بن سکتا۔

بدعت کی ترویج: پیروں نے قرآن کی تعلیم کے بجائے ایسے **وظائف** اور **طریقے** ایجاد کیے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ یہ سب پیروں کی اپنی دکان داری چلانے کے طریقے ہیں۔

قرآنی آیت اور حدیث: ✅

✧❁✧═══✧❁✧

قبر پرستی اور پیر پرستی کی بنیاد شرک پر ہے، جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

قرآنِ مجید: ✅

۞وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ۞

ترجمہ: اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکار جو تجھے نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان۔ پھر اگر تو ایسا کرے گا تو بیشک تو ظالموں (مشرکوں) میں شمار ہو گا۔

(سورۃ یونس: 106) ➢

حدیثِ مبارکہ: ✅

قبروں کو پوجنے کی جگہ بنانے والوں کے بارے میں نبی کریم

ﷺ نے سخت الفاظ استعمال فرمائے:

❀لَعَنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ❀

ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء

کی قبروں کو سجدہ گاہ (مسجد) بنالیا۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 435)➢

حاصلِ کلام:

✧✿✧══

کیوں ہم نے اسے اپنایا؟

ہم نے اسے اس لیے اپنایا کیونکہ:

قرآن سے دوری: ہم نے قرآن کا ترجمہ پڑھنا چھوڑ دیا، جس کی وجہ سے ہم ملا اور پیروں کی کہانیوں کے اسیر ہو گئے۔

ثقافتی مغلوبیت: برصغیر کے نومسلموں نے اپنی سابقہ ہندوانہ تہذیب کو چھوڑنے کے بجائے اسے اسلامی نام دے کر جاری رکھا۔

مذہبی ٹھیکیداری: ایک طبقے نے دین کو ذریعہ معاش بنالیا، جس کے لیے ضروری تھا کہ لوگوں کو اللہ سے براہِ راست جوڑنے کے بجائے **واسطہ (پیر یا قبر)** تلاش کرنے پر مجبور کیا جائے۔

خلاصہ:

قبر پرستی اور پیر پرستی، اسلام کی شفاف توحید کو دھندلانے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔ ایک مسلمان کا رب وہی ہے جو قرآن میں ہے، اور اس تک پہنچنے کے لیے کسی پیر کی دہلیز یا کسی

مزار کی چوکھٹ کی ضرورت نہیں۔ جس دن ہم نے قرآن کو براہِ راست پڑھنا اور سمجھنا شروع کر دیا، اس دن قبر اور پیر کے یہ مصنوعی بت خود بخود ٹوٹ جائیں گے۔

✧❁✧═══════════════✧❁✧

🕯️ تاریخِ اسلام میں جلیل القدر مصلحین 🕯️

✧❁✧═══════════════✧❁✧

تعارف:⁓🪶

تاریخِ اسلام میں ایسے عظیم مصلحین گزرے ہیں جنھوں نے دین کو ملا کے خود ساختہ خول سے نکال کر قرآن اور سنت کی اصل تعلیمات کی طرف پلٹنے کی تحریک چلائی۔ ان مصلحین کا

بنیادی نکتہ یہی تھا کہ قرآن ہر عام و خاص کے لیے ہدایت ہے، نہ کہ چند علماء کی اجارہ داری۔

وہ عظیم مصلحین جنہوں نے قرآن کو مرکزی حیثیت دی۔

🪶 : شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (1263–1328): ☞

آپ نے اپنے دور میں مروجہ بدعات اور فلسفیانہ موشگافیوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ آپ کا نعرہ تھا کہ دین کے ہر مسئلے کو براہِ راست قرآن اور حدیث کی روشنی میں پرکھا جائے۔ آپ نے مذہبی طبقے کی اندھی تقلید کے بجائے اجتہاد کا دروازہ کھولا۔

🪶 : امام محمد بن عبدالوہابؒ (1703–1792): ☞

آپ نے جزیرہ نما عرب میں قرآن کی طرف واپسی کی تحریک چلائی۔ آپ کا موقف تھا کہ قبر پرستی، درگاہوں پر منتیں مانگنا اور

پیروں کو حاجت روا سمجھنا شرک ہے، اور دین کا ماخذ صرف قرآن و حدیث ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (1703–1762): ☞

برصغیر کے سب سے بڑے مصلح! آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن کا فارسی ترجمہ (جو اس وقت کی عوامی زبان تھی) کرنا تھا۔ اس وقت کے ملا طبقے نے اس پر شدید مخالفت کی کہ "قرآن کا ترجمہ کرنا گمراہی ہے"، لیکن آپ نے ثابت کیا کہ جب تک عوام اللہ کی کتاب کو اپنی زبان میں نہیں سمجھیں گے، وہ ملاؤں کے استحصال سے آزاد نہیں ہو سکتے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ اور علامہ اقبالؒ: ☞

مولانا ابوالکلام آزادؒ اور علامہ اقبال نے اپنی شاعری اور فلسفے کے ذریعے ملا کی برہمنانہ سوچ پر سخت تنقید کی اور مسلمانوں کو قرآن

سے براہِ راست رابطہ قائم کرنے کا درس دیا۔

🪶 :ملاؤں کا ردِ عمل اور ہتھکنڈے:☜

تاریخ میں جب بھی کسی مصلح نے ملا طبقے کی اجارہ داری کو چیلنج کیا اور قرآن کو براہِ راست عوام تک پہنچانے کی کوشش کی، تو اس طبقے کا ردِ عمل ہمیشہ شدید اور جارحانہ رہا۔ اس کی بنیادی وجہ دین کی فکر نہیں بلکہ اپنی **مذہبی دکان داری** اور **برہمنانہ حیثیت** کے چھن جانے کا ڈر تھا۔

🛡️ ملا طبقے کے خاص حربے 🛡️

🪶 :کفر کے فتوے (مذہبی دہشت گردی):☜

جب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے قرآن کا فارسی ترجمہ شائع کیا، تو ملاؤں نے اسے **تہذیبی جرم قرار** دیا، فتوے جاری کیے اور عوام کو ان کی کتب پڑھنے سے منع کیا۔

🪶 :قرآن کی تحریف کا الزام:☜

جب بھی کسی مصلح نے ملاؤں کے خود ساختہ فقہی مسائل پر قرآن سے سوال اٹھایا، تو ملاؤں کا موقف ہوتا تھا کہ **تم قرآن کی اپنی مرضی سے تفسیر کر رہے ہو اور تمہارے پاس سند نہیں۔**

🪶 :حکومتی طاقت کا استعمال (سیاسی سازش):☜

جب ابن تیمیہؒ نے بدعات کے خلاف تحریک چلائی، تو ملاؤں نے بادشاہوں کے کان بھرے کہ یہ شخص انتشار پھیلا رہا ہے۔ نتیجتاً ابن تیمیہؒ کو قید و بند کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں۔

🪶: عوام کو خوفزدہ کرنا: ☜

تم تفسیر نہیں سمجھ سکتے، گمراہ ہو جاؤ گے۔ یہ سراسر برہمنانہ سوچ ہے تاکہ کوئی عام مسلمان قرآن تک نہ پہنچ سکے۔

🪶: فرقہ واریت کا ہتھیار: ☜

عوام کو مسلکوں میں تقسیم کر دینا، تاکہ وہ قرآن کے بجائے فرقہ وارانہ لٹریچر میں الجھے رہیں۔

🪶: قرآن مجید ایسے مصلحین اور حق پر چلنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے:

قرآنی فیصلہ: ✅

۞أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۞

ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے نازل کردہ ہدایت پر ہیں، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

(سورہ البقرہ: 5)➢

ملا کو خوف کیوں ہے؟☞

اگر ہر مسلمان قرآن پڑھ کر خود فیصلہ کرنے لگ گیا تو قبروں کے نذرانے، ہندوانہ رسومات اور ملاؤں کی غیر قانونی طاقت ختم ہو جائے گی۔ ملا کا ردِ عمل دراصل اس کی شکست کا اعتراف ہے۔

حاصل کلام:☞

ہمارے معاشرے میں رائج °اسلام°، اور °قرآن کے اسلام°

کے درمیان ایک گہری خلیج حائل ہے۔ برصغیر میں ہندوانہ تہذیب کے ساتھ طویل رفاقت کے نتیجے میں، شادیوں (بارات، مہندی، جہیز، مایوں) اور موت کی رسومات (تیجہ، چہلم، قبر پر طواف) میں ہندوانہ سنسکاروں کا غلبہ ہو چکا ہے۔ ہمارے آج کے ملا کا کردار بھی تاریخ کے اس برہمن سے مختلف نہیں جس نے علم کو چھپا کر انسان کو اپنا غلام بنایا تھا.

خلاصہ نکات:

قرآن سے دوری زوال کی جڑ ہے: ☜

ملا طبقہ اس بات سے خوفزدہ ہے کہ براہِ راست مطالعے سے ان کی اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ اسلام نام نہیں، عقیدہ اور عمل ہے، ہم صرف خود کو مسلم کہہ کر نہیں بچ سکتے۔ زبان سے توحید کا اقرار اور عملی طور پر شرکیہ رسومات (آستانہ پرستی)

منافقت کی شکل ہیں۔

🪶: تجدیدِ دین کی ضرورت:☜

اب وقت آگیا ہے کہ ہم شاہ ولی اللہ اور علامہ اقبال کی طرح قرآن کو اپنی زندگی کا مرکز بنائیں۔

🪶: آخری فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے:☜

☜: - کیا آپ ملا ازم کے بنائے ہوئے ہندوانہ رسومات کے جال میں رہ کر ایک فرضی مسلم بننا چاہتے ہیں؟

☜: - یا، قرآن کا براہِ راست مطالعہ کرکے اللہ کے بندے بننا چاہتے ہیں؟

🪶: یاد رکھیں!☜

اللہ کی کتاب کھلی ہے، اس میں کسی ملا کا واسطہ نہیں۔ ہدایت اسی کو ملتی ہے جو ملا کی دہلیز چھوڑ کر اللہ کی کتاب کی دہلیز پر سر جھکاتا ہے۔

اللہ ہم سب کو قرآن کی حقیقی فہم اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں ہر قسم کے شرک اور ہندوانہ رسومات کی غلامی سے نجات دلائے۔ **آمین**

🕯️ عالمِ دین کی اصل ذمہ داریاں 🕯️

تعارف:

اسلامی تعلیمات کی رو سے ایک **عالمِ دین** کی ذمہ داری کوئی پیشہ ورانہ کام نہیں، بلکہ یہ انبیاء کرامؑ کی وراثت کو سنبھالنے کا ایک بہت بڑا امانت دارانہ فریضہ ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں عالمِ دین کی ذمہ داریوں کا تعین درج ذیل نکات سے ہوتا ہے:

قرآن و سنت کی خالص تبلیغ:

عالمِ دین کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اللہ کے کلام (قرآن) اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات (حدیث) کو بغیر کسی ملاوٹ، اپنے خود ساختہ نظریات یا فرقہ وارانہ تعصب کے لوگوں تک پہنچائے۔

قرآنی حکم:✅

🪶۞اَلَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَیَخۡشَوۡنَہٗ وَلَا
یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ۞

ترجمہ: وہ (انبیاء) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس
(اللہ) سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے🪶

(سورۃ الاحزاب: 39)➢

🪶: حق کو چھپانے سے گریز:✅

عالمِ دین کا کام یہ نہیں کہ وہ طاقتور لوگوں یا عوام کے غلط عقائد
(مثلاً ہندوانہ رسومات یا قبر پرستی) کی خوشنودی کے لیے
خاموش رہے، یا، ان کی حمایت کرے۔ سچا عالم وہ ہے جو حق
بات کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں
ڈرتا۔

🪶 قرآنی آیات: ✅

🪶 ۞اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡهُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ۞

ترجمہ: بے شک جو لوگ ان روشن دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جو ہم نے نازل کی ہیں، اس کے بعد کہ ہم اسے لوگوں کے لیے کتاب میں واضح کر چکے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

🪶

(سورۃ البقرہ: 159)➢

۞ وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكۡتُمُوۡنَهٗ فَنَبَذُوۡهُ وَرَآءَ ظُهُوۡرِهِمۡ وَاشۡتَرَوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ‌ؕ فَبِئۡسَ مَا يَشۡتَرُوۡنَ ۞

ترجمہ: اور جب اللہ نے ان اہل کتاب لوگوں سے عہد لیا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ تم ضرور اسے لوگوں کے سامنے بیان کرو گے اور اسے ہر گز نہیں چھپاؤ گے، تو انھوں نے اسے اپنی پشت کے پیچھے ڈال دیا اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی۔ سو بہت برا ہے وہ جو وہ خرید رہے ہیں۔

(سورۃ آلِ عمران: 187) ➢

عوام کو خود کفیل کرنا اور قرآن سے جوڑنا: ✅

ایک حقیقی عالمِ دین کی نشانی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے گرد جمع

کرنے کے بجائے انہیں اللہ کی کتاب (قرآن) سے جوڑے۔
اسے لوگوں کو خود قرآن پڑھنے، اس کا ترجمہ سمجھنے اور غور و فکر
کرنے کی ترغیب دینی چاہیے۔ وہ کبھی نہ کہے کہ "میری تفسیر ہی
حتمی ہے" یا "تم قرآن خود نہیں سمجھ سکتے"۔

قرآنی تنبیہ: ✅

۞وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۞

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنادیا
ہے، تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟۔

(سورۃ القمر: 17)

۞كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ
وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۞

ترجمہ: (یہ) ایک کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے، بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل والے نصیحت پکڑیں۔

(سورۃ ص: 29)➢

:معاشرتی اصلاح اور توحید کا تحفظ: ☞

عالمِ دین معاشرے میں رائج ان تمام خرافات اور شرکیہ رسومات (جیسے تعویذات، آستانہ پرستی، جہیز کی لعنت) کے خلاف ایک ڈھال ہوتا ہے۔اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کو شرک کی آمیزش سے پاک کرے اور لوگوں کو صرف اللہ کی بندگی کی طرف بلائے۔

۞اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ: بیشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ (جو کچھ) ہے، جسے وہ چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو بیشک اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا ہے۔

(سورۃ النساء: 48) ➢

۝ وَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: اور ان کی پکار سوائے اس کے اور کچھ نہ تھی کہ انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور

ہمارے معاملے میں ہماری زیادتیوں کو (معاف کر دے) اور ہمارے قدم جمادے اور کافروں کی قوم پر ہماری مدد فرما۔

(سورۃ آلِ عمران: 147)

عقل و خرد کا استعمال اور اجتہاد:

عالمِ دین کو لکیر کا فقیر نہیں ہونا چاہیے۔ حالات کے مطابق قرآن اور سنت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل نکالنا (اجتہاد) اس کی اہم ذمہ داری ہے۔ اسے عقل و شعور کو استعمال کر کے لوگوں کو تنگ نظری اور ملاازم کی اندھی تقلید سے نکال کر ایک روشن فکر معاشرہ بنانا چاہیے۔

۞اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۞

ترجمہ: کیا تو وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ اور اگر یہ (قرآن) اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

(سورۃ النساء: 82)➢

۞وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۞

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے (بلکہ سوچتے سمجھتے ہیں)۔

(سورۃ الفرقان: 73)

عملی نمونہ بننا:☜

عالمِ دین کا کردار صرف تقریر کرنا نہیں ہے، بلکہ اس کا عمل اس کے علم کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ اگر وہ خود ان رسومات میں ملوث ہے جن سے وہ عوام کو منع کرتا ہے، تو اس کے علم کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

۞ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞

ترجمہ: کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو! اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، ! حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو؟ کیا پھر تم عقل نہیں رکھتے؟

(سورۃ البقرہ: 44) ➢

۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۞

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو تم کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(سورۃ الصف: 2-3) ➢

حاصلِ کلام: ☞

آج ہمیں ایسے علماء کی ضرورت ہے جو لوگوں کو پیروں، قبروں، اور تعویذوں کے جال سے نکال کر قرآن کی اس روشن ہدایت کی طرف لے آئیں، جو انسان کو تمام غلامیوں سے آزاد کر کے صرف اور صرف اللہ کی بندگی میں لے آتی ہے۔ اور برہمن سوچ رکھنے والے ملاؤں کو مکمل مسترد کر دیں چاہے، وہ کوئی مستند عالم ہی کیوں نہ ہوں۔

باب سوم

خاندانی نظام اور اسلامی معاشرت

نکاح کی تعریف:❖

نکاح اسلام میں ایک شرعی معاہدہ ہے جو دو بالغ مرد و عورت کے درمیان ایجاب و قبول کے ذریعے طے پاتا ہے، جس سے ایک دوسرے کے ساتھ حقیقی تعلق اور ازدواجی زندگی گزارنا حلال ہو جاتا ہے۔

نکاح کے مختلف درجات:❖

فقہاء نے حالات کے پیش نظر نکاح کے حکم کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا ہے:

فرض:○

جب انسان کو یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں وہ زنا میں مبتلا ہو جائے گا، تو اس وقت نکاح کرنا فرض ہے۔ اور وہ نان و نفقہ اور مکان فراہم کرنے پر مکمل طور قادر ہو۔

واجب:○

جب شہوت کا غلبہ ہو اور استطاعت بھی ہو، تو نکاح واجب ہو جاتا ہے۔

سنت:○

یہ نبی کریم ﷺ کا معمول رہا ہے، لہٰذا نکاح کرنا سنتِ مؤکدہ

ہے۔

مستحب:

جب انسان کو خواہش تو ہو لیکن وہ زنا کا مرتکب ہونے کے خوف میں نہ ہو، تو نکاح کرنا مستحب ہے۔

مکروہ یا حرام:

جب کسی کو یقین ہو کہ وہ بیوی کے حقوق ادا نہیں کر سکے گا (مثلاً شدید بیماری یا ظلم کا ارادہ) یا نکاح سے کسی دوسرے کا حق تلف ہو رہا ہو، تو نکاح کرنا منع ہے۔

نکاح کی شرعی شرائط:

مرد اور عورت دونوں عاقل و بالغ ہوں.

دین کا بنیادی اور ضرورت کے مطابق علم دین حاصل ہو۔

ایجاب و قبول:

لڑکے اور لڑکی (یا ان کے ولی) کا واضح الفاظ میں نکاح کا اقرار

کرنا۔

گواہ:

نکاح کے موقع پر دو عادل (سچے) مسلمانوں کی موجودگی

ضروری ہے۔

ولی کی رضامندی:

عورت کے لیے اس کے سرپرست (ولی) کی موجودگی اور

رضامندی ضروری ہے۔

لڑکی:

لڑکی کی راضی مندی ضروری ہے۔

مہر:-

عورت کا حقِ مہر مقرر کرنا۔

اعلان:-

نکاح کو خفیہ رکھنے کے بجائے اس کا اعلان کرنا۔

حکمِ نکاح:۞✅

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

🪶❁فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ❁

ترجمہ: تو نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں پسند آئیں، دو، دو، تین، تین اور چار، چار۔🪶

(سورۃ النساء: 3)➢

خاندان کی تکمیل:۞✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶 ❀ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ❀

ترجمہ:

اور نکاح کر دو ان کا جو تم میں مجرد (غیر شادی شدہ) ہوں اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو صالح ہوں۔🪶

(سورۃ النور: 32)➢

نکاح ایک مضبوط معاہدہ ہے:۞—✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

🪶❀وَأَخَذۡنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا❀

ترجمہ: اور ان (عورتوں) نے تم سے ایک پکا عہد (معاہدہ نکاح) لیا ہے۔🪶

(سورۃ النساء: 21)➢

نکاح میری سنت ہے:۞✅

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

🪶❀ اَلنِّکَاحُ مِنۡ سُنَّتِي فَمَنۡ لَمۡ يَعۡمَلۡ بِسُنَّتِي فَلَيۡسَ مِنِّي ❀

ترجمہ:

نکاح میری سنت ہے، پس جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا،

وہ مجھ سے نہیں ہے۔🪶

(سنن ابن ماجہ ، حدیث نمبر: 1846)➢

گواہوں کے بغیر نکاح نہیں:۞✅

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

🪶❀ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ وَشَاهِدَيْ عَدْلٍ»❀

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ ولی اور دو عادل گواہوں

کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔🪶

(صحیح ابن حنان ، حدیث نمبر: 4075)➢

نکاح کا اعلان کرو:۞✅

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

🪶❀ أَعۡلِنُوا النِّكَاحَ ❀

ترجمہ: نکاح کا اعلان کرو۔🪶

(سننن ابن ماجہ:حدیث 1895) ➢

🪶❀عَنۡ مُحَمَّدِ بۡنِ حَاطِبٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ : «فَصۡلٌ بَيۡنَ الۡحَلَالِ وَالۡحَرَامِ ، الدُّفُّ وَالصَّوۡتُ فِي النِّكَاحِ» ❀

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حلال اور حرام میں فرق نکاح کے موقع پر دف

اور بلند آواز کا ہے۔

(سنن ابن ماجہ حدیث: 1896)

حاصلِ کلام:۔

اسلامی نکاح ایک سادہ، شفاف اور بابرکت عمل ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں نکاح کو ہندوانہ رسومات (بارات، مایوں، جہیز کے بھاری مطالبات) نے اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ نوجوانوں کے لیے حلال طریقے سے شادی کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔

یاد رکھیں:۔

جو نکاح اللہ کے حکم اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق سادگی سے کیا جائے، وہی بابرکت ہے۔ ملاازم کی خود ساختہ پیچیدگیوں اور ہندؤرسومات کو دین کا حصہ سمجھنا ایک بڑی گمراہی ہے۔ نکاح کا مقصد صرف اور صرف عفت کا قیام ہے، اسے نمائش کا ذریعہ نہ

بنائیں۔

🕯️ طلاق کے احکام قرآن مجید و صحیح احادیث کی روشنی میں 🕯️

تعارف:❖

طلاق اسلام میں ایک ناپسندیدہ مگر ایک ناگزیر حقیقت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے آخری حل کے طور پر رکھا ہے۔ قرآن و سنت میں طلاق کے جو احکام بیان کیے گئے ہیں، ان کا مقصد خاندان کے نظام کو تحفظ دینا اور اگر نباہ ممکن نہ ہو تو انسانوں کو عزت کے

ساتھ الگ ہونے کا موقع دینا ہے۔

طلاق کا قرآنی تصور:❖🪶

قرآن مجید نے طلاق کو **°ایک دم°** اور **°غیر ذمہ دارانہ°** طریقے سے دینے پر منع کیا ہے، بلکہ ایک طے شدہ طریقہ کار دیا ہے۔

طلاق کا طریقہ کار (عدت اور رجوع):❖—🪶

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایک طلاق کے بعد عورت کو اس کے گھر سے نہ نکالا جائے تاکہ اصلاح کی گنجائش رہے۔

قرآنی حکم:✅

عُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

🪶❀ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ❀

ترجمہ: اے نبی ﷺ! جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو انہیں ان کی عدت کے وقت پر طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو۔

🪶

(سورۃ الطلاق: 1)➢

ایک طلاق کے بعد عورت کو گھر سے نہیں نکال سکتے:❖✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

❁ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ
لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا
تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ
يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ❁

ترجمہ: اے نبی ﷺ ! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو، اور عدت کو اچھی طرح شمار کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے، ان عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو، اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں، اور یہ اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود ہیں اور جو کوئی اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود سے آگے نکلے، اس نے خود اپنی جان پر ظلم کیا، تم نہیں جانتے، شاید اللہ اس کے بعد

کوئی نئی بات پیدا کر دے۔🪶

(سورۃ الطلاق: 1)➢

🛡️ طلاق کے بعد اصلاح کی کوشش 🛡️

طلاق کے بعد بھی اللہ نے ثالثی کا حکم دیا ہے:۞✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶❁ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ❁

ترجمہ: اور اگر تمہیں ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان ناچاقی کا خوف ہو تو مرد کے خاندان سے ایک ثالث مقرر کرو اور

عورت کے خاندان سے ایک ثالث۔ 🪶

(سورۃ النساء: 35)➢

ایک طلاق یا مکمل دو کے بعد حسنِ سلوک: ✅

طلاق کا مطلب یہ نہیں کہ انسان ظلم کرے۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶 ❀ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۖ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْــًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۗ فَاِنْ

خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ترجمہ: طلاق (زیادہ سے زیادہ) دو بار ہونی چاہیے، اس کے بعد (شوہر کے لیے دو ہی راستے ہیں) یا تو قاعدے کے مطابق (بیوی کو) روک رکھے (یعنی طلاق سے رجوع کرلے) یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دے (یعنی رجوع کے بغیر عدت گزر جانے دے) اور (اے شوہرو) تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم نے ان (بیویوں) کو جو کچھ دیا ہو وہ (طلاق کے بدلے) ان سے واپس لو، الا یہ کہ دونوں کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ (نکاح باقی رہنے کی صورت میں) اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ چنانچہ اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو ان دونوں کے لیے اس میں کوئی

گناہ نہیں ہے کہ عورت مالی معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کر لے۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں، لہذا ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہ بڑے ظالم لوگ ہیں۔ 🪶

(سورۃ البقرہ: 229) ➢

صحیح احادیث کی روشنی میں:❖✅

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق کے معاملے میں حد درجہ احتیاط اور تدبر کا حکم دیا ہے۔

🖎: ایک مجلس کی تین طلاقوں پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غصہ:○-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

❀ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ: "أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟!" حَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ؟ ❀

ترجمہ: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا گیا جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ سن کر) غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

کیا میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے؟

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر غضبناک ہوئے) یہاں تک کہ ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اس شخص کو قتل نہ کر دوں؟

(السنن الکبری للنسائي: جلد 5، صفحہ 247، حدیث نمبر:3401)➢حدیث کا درجہ (صحت و ضعف)علماءِ حدیث اور محققین کے نزدیک اس حدیث کی سند حسن (قابلِ حجت) ہے۔ مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ البانی رحمہما اللہ نے اس حدیث کی سند کو جید اور صحیح قرار دیا ہے۔)

طلاق کا صحیح طریقہ (طلاقِ احسن):❖—✅

طلاق ہمیشہ ایک ایک کر کے، عدت کے دوران دینی چاہیے تاکہ سوچنے کا وقت ملے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ طلاق طہر (پاکیزگی کے ایام) میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا گیا ہو۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

❀عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ، ثُمَّ تَحِيضَ ، ثُمَّ تَطْهُرَ ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ ❀

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا انہوں نے اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار) کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (حالت حیض میں) طلاق دے دی ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت

ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں۔ جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے، پھر ماہواری آئے اور پھر بند ہو، تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں تو طلاق دے دیں (لیکن طلاق اس طہر میں) ان کے ساتھ ہمبستری سے پہلے ہونا چاہیے۔ یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ 🪶

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 5251)➢

اہم نکات:

ملازم اور شرعی احکام میں فرق:❖✅

ہمارے معاشرے میں **ملا** نے طلاق کے احکام کو انتہائی پیچیدہ بنا دیا ہے جس کا اسلام سے تعلق نہیں۔

:ایک ساتھ تین طلاقیں:۔

آج کے ملاؤں نے ایک ساتھ **تین طلاقوں کو** ایک طلاق بنا دیا ہے، حالانکہ قرآن کا حکم °**طلاق دو مرتبہ**° ہے جس میں عدت کے دوران شوہر کو رجوع کا پورا حق حاصل ہوتا ہے۔

:حلالہ کی لعنت:۔

حلالہ کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، یہ ایک خالص ہندوانہ اور شیطانی رسم ہے جسے کچھ ملاؤں نے اپنی دکان داری کے لیے ایجاد کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے

والے پر لعنت فرمائی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

❀ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟" قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "هُوَ الْمُحَلِّلُ، لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ ❀

ترجمہ: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: کیا میں تمہیں مستعار (کرائے کے) بکرے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! (ضرور بتایئے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے (دوسرے شوہر) اور حلالہ کروانے والے (پہلے شوہر) دونوں پر

لعنت فرمائے۔

(سننِ ابنِ ماجہ حدیث نمبر 1936 فصل نکاح کا

بیان)➢

حاصلِ کلام:❖—

طلاق کا اسلامی نظام **صبر**، **تحمل** اور موقع پر مبنی ہے۔ قرآن ہمیں ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے منع کرتا ہے، بلکہ طلاق کے لیے ایک مہلت دیتا ہے تاکہ جذباتی فیصلے سے بچایا جا سکے۔ جس معاشرے میں طلاق کے لیے **ملا** کے پاس جا کر **حلالہ** جیسے غلیظ کام کیے جاتے ہیں، وہ اسلام نہیں بلکہ انسانیت کی توہین ہے۔

ایک باشعور مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ طلاق کے مسئلے میں اپنے مسلکی **ملا** کی کہانیوں کے بجائے قرآن کے طریقہ کار (ایک

طلاق اور عدت کا انتظار) کو اپنائے۔

✅طلاق کا قران طریقہ کار:⁜—✅

شرعی طریقہ:

بیوی حالت طہر میں (حیض سے پاکی کی حالت میں) ہو اور طلاق دینے کا فیصلہ کر چکا ہو شوہر تو بناء جماع کیے ایک طلاق دے دے، اور عدت تک انتظار کرے ہو سکتا ہے، کہ صلاح کا کوئی راستہ نکل آئے اس دوران عورت کو گھر سے نہیں نکالے گا۔

اگر مرد اس دوران صحبت کر لیتا ہے، تو طلاق باطل ہو جائے گی۔ یا عورت کو جماع کی نظر سے دیکھا, اور اسی نیت سے چھو لے تب بھی طلاق باطل ہو جائے گی۔

اگر شوہر رجوع نہیں کرتا، اور پہلی طلاق دے کر خاموشی اختیار

کر لیتا ہے۔ تب ایک مخلص مرد، عورت کی طرف سے، اور ایک مرد کی طرف سے معاملات کو درست کرنے کو شش کریں۔

صلح نا ہونے کی صورت میں عورت گھر پر ہی رہے گی، اور نان و نفقہ مرد ادا کرے گا۔

اسی طرح دوسرا ماہ بھی گرز گیا، اور رجوع نہیں کیا گیا، تو دوسری طلاق واقع ہو جائے گی، یہاں قرآن کے مطابق دو طلاق مکمل ہو جاتی ہیں۔

اب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ✅

ترجمہ: یا تو عورت کو اپنے نکاح میں واپس لے لو، یا پھر اس کو اچھے طریقے سے رخصت کر دو، اور یاد رکھو کہ اس عورت پر ظلم کرنی کی نیت سے ہر گز اپنے پاس مت روکو۔

یہ ہے: 🪶

یہ ہے مکمل شرعی طریقہ طلاق دینے کا۔ قران مجید نے صرف

دو طلاق کا حق دیا ہے تین کا نہیں، تیسری بار تو عزت سے روک لینا ہے یا باعزت رخصت کر دینا ہے۔

اہلِ حدیث کا مؤقف:

ہمارے اہل حدیث بھائیوں کے یہاں ایک نیا قانون پایا جاتا ہے یہ جہاں دل کرتا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کو قبول کر لیتے ہیں، اور جہاں دل نہ چاہے وہاں قبول نہیں کرتے اس لیے کہ یہ اپنی خواہشات کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

ان کا طلاق کے بارے میں موقف ہے کہ:

اگر ایک شخص نے ایک ہی مجلس (وقت) میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں، تو وہ طلاق ایک ہی طلاق شمار ہو گی، اور عورت سے رجوع کا حق حاصل ہو گا سابقہ شوہر کو۔

اس بارے میں ان کا کہنا ہے طلاق تو تین ہیں ہی نہیں، تو پھر واقع کیسے ہو گی، اور قرآن کریم تو اس کو گناہ قرار دیتا ہے۔

اور پھر وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

حدیث؛✅:01

🪶: ایک مجلس کی تین طلاقوں پر نبی ﷺ کا غصہ:○—

🪶 عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ، قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضْبَانَ، ثُمَّ قَالَ: «أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟» حَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ؟

ترجمہ: حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک ہی بار میں تین طلاقیں دے دی ہیں۔ آپ ﷺ غصے کی حالت میں

کھڑے ہوئے اور فرمایا:

❀ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ ❀

ترجمہ:

کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، اور اللہ کی کتاب (طلاق کے طریقہ کار) کے ساتھ کھیل کھیلا جارہا ہے؟

ایک شخص اٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اسے قتل نہ کردوں؟

(سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب البتات، حدیث نمبر: 3401)

: توجواب عرض ہے کہ:

اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے غصہ ہوئے کہ قرآن مجید میں طلاق دو مرتبہ ہے، تو یہ تیسری کہاں سے آ

گی، یہاں یہ درج ہی نہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بیوی کو لوٹا دیا اس شخص کو، کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ قرآن مجید کے مطابق وہ اپنے حق کی دو طلاق دے چکا تھا, اور تیسری بار کا مطلب یہ ہے ہے کہ اس نے عورت کو خود سے رخصت کر دیا، تب ہی تو تین طلاق دی۔ اس لیے یہ بات باطل ہو جاتی ہے. کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک شمار ہو گی. کیونکہ اس حدیث میں ایک ہی مجلس میں تین طلاق کو ایک طلاق شمار کرنے کے الفاظ موجود ہی نہیں۔

اور پھر وہ مزید احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں اور اڑ جاتے ہیں کہ یہ دیکھو پھر وہ یہ احادیث مبارکہ پیش کر دیتے ہیں۔

ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا:۔

یہ حدیث اس موقف کی سب سے اہم دلیل سمجھی جاتی ہے کہ

نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق مانا جاتا تھا۔

حدیث: ✅ :02

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

🪶 :❀ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ:

«كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ» ❀

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکرؓ کے دور اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے

ابتدائی دو سالوں تک تین طلاقوں کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: "لوگوں نے اس معاملے میں جلدی کی ہے جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی، تو کیوں نہ ہم اسے ان پر نافذ کر دیں؟" چنانچہ انہوں نے اسے ان پر نافذ کر دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، حدیث نمبر: 3673)

اہل حدیث علماء اس حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ طلاق کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک طہر میں ایک طلاق دی جائے اور رجوع کا موقع باقی رکھا جائے۔

ابن عمرؓ کا واقعہ (ایک طلاق کا حساب)۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی تھی، تو نبی کریم ﷺ نے اسے ایک ہی طلاق شمار کیا تھا۔

حدیث:✅:03

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

🪶❀ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ، فَتِلْكَ العِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ»❀

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، تو حضرت عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے کہو کہ وہ رجوع کر لے، پھر اسے اپنے

پاس رکھے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے، پھر حیض آئے، پھر پاک ہو جائے،اس کے بعد اگر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے تو صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے دے۔یہی وہ عدت ہے جس کے مطابق طلاق دینے کااللہ نے حکم ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب من طلق وہو جاہل،

حدیث نمبر: 5251)➢

اہم نوٹ:❖—

اہل حدیث علماءان احادیث کی روشنی میں یہ استدلال کرتے ہیں کہ:

تین طلاقیں ایک ساتھ دینا

(یعنی میں نے **تمہیں تین طلاقیں دیں**)سنت کے خلاف ہے، لیکن اگر کوئی ایسا کرے گا،تو وہ ایک ہی طلاقِ رجعی مانی جائے گی۔

قرآن و سنت کے مطابق طلاق کا درست طریقہ وہی ہے جو "طلاقِ احسن" میں بیان ہوا ہے، یعنی ایک وقت میں صرف ایک طلاق دینا۔

(وضاحت: احادیث کا یہ مجموعہ اہل حدیث مکتبہ فکر کی کتابوں اور فقہی استدلال میں سب سے زیادہ مستند اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ مزید تفصیلی بحث کے لیے آپ شیخ البانی یا دیگر اہل حدیث محققین کی کتبِ فتاویٰ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔)

تو جواب عرض کہ حدیث اس حدیث کا جواب خود اس حدیث میں موجود ہے کہ

حضرت عمرؓ نے فرمایا: **"لوگوں نے اس معاملے میں جلدی کی ہے جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی، تو کیوں نہ ہم اسے ان پر نافذ کر دیں؟"** چنانچہ انہوں نے اسے ان پر نافذ کر دیا۔

تو اس حدیث سے تو واضح پتا چل رہا ہے، کہ ان کے زمانے میں لوگ ایک ہی مجلس میں تین طلاق دیا کرتے تھے اور پھر مسئلہ پوچھنے آجایا کرتے تب ہی حضرت عمر فاروق رضی نے ان پر وہ ایک ہی مجلس کی تین طلاق کو نافذ کر دیا۔ اس پر اہل حدیث بھائیوں کو ذرہ ہوش کے ناخن لینے چاہیے کہ اس زمانے میں حضرت عثمان غنی، حضرت علی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضہ عنہا، اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زندہ تھے اگر یہ تعزیری حکم ہوتا، تو وہ حضرت عمر فاروق رضہ کو روکتے نا کہ ساتھ دیتے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی اور عہد ابو بکر صدیق رضہ کے دور میں بھی تین طلاق ایک ہی مجلس کی تین ہی شمار ہوتی تھیں تبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس حکم کو درست مانا۔

اس لیے یہ بھی باطل ثابت ہو چکی اہل حدیث بھائی اپنی بات

ثابت نہیں کر سکے ان احادیث سے۔

اب حدیث نمبر 02, کا جواب:❖ــــ

کہ بھائی صاحب حالت حیض میں طلاق واقع ہی نہیں ہوتی، تو پھر رجعت کیسے نہ ہوتی ؟اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے ان کو رجوع کا کہا، کیونکہ انہوں نے طلاق کی نیت کی تھی اس لیے رجوع بھی نیت سے کرایا گیا۔

اب ہم وہ احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں ایک مجلس کی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس عمل کیااور کروایا ہے۔

لہذا، اہل حدیث: بھائی تین طلاق کو ایک طلاق ثابت نہیں کر سکے۔احادیث مبارکہ سے اور قرآن کریم ہے

اب ہماری دلیل کہ:

یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک ہی مجلس میں تین طلاق دے دے، تو وہ شرعاً نافذ ہو جاتی ہیں۔

1. حضرت اویس بن عویمرؓ کا واقعہ:÷——

اس حدیث میں ایک صحابی کا ذکر ہے جنہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے اسے نافذ فرمایا۔

حدیث مبارکہ: ✅

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

🪶❀ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمَا يَعْنِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ مَا أَنْزَلَ، ثُمَّ كَانَتْ سُنَّتُهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قَالَ عُوَيْمِرٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا

قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ❀

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عویمرؓ نے (لعان کے بعد) عرض کیا: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر اب میں اسے (اپنے پاس) روکے رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا۔" چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے ہی اسے تین طلاقیں دے دیں۔ (راوی کہتے ہیں کہ) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو برقرار رکھا (یعنی اسے نافذ تسلیم کرلیا)۔

(صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب من طلق ثلاثا، حدیث نمبر: 5259)➢

.حضرت عمر فاروقؓ کا فیصلہ:❖——

یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا باضابطہ حکم دیا تھا۔

حدیث مبارکہ: ✅

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ـ🪶❀ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: «إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ»، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ فِي الثَّلَاثِ ❀

ترجمہ: حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا:

لوگوں نے اس کام (طلاق) میں جلدی کی ہے جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی، تو کیوں نہ ہم اسے ان پر نافذ کر دیں؟ چنانچہ انہوں نے تین طلاقوں کے معاملے میں اسے لوگوں پر نافذ کر دیا۔۔🪶

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق ، حدیث نمبر: 1472)➢

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 2199)➢

فقہی نکتہ:❖—

جمہور علماء(**ائمہ اربعہ**)ان احادیث کی بنیاد پر یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دے، تو وہ تینوں واقع ہو جاتی ہیں اور رجوع کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔

اہم بات:❖——

حضرت عمرؓ کا اقدام اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرامؓ کے اجماع سے یہ قانون طے پایا کہ اگر کوئی طلاق کے معاملے میں جلدی اور زیادتی کرے گا، تو اس کے نتائج (یعنی طلاقِ مغلظہ) اسی کو بھگتنے ہوں گے۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضہ کے دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہوا

تھا تب ہی یہ نافذ ہوئی اور جس بات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہو اس کو ہمارے اہل حدیث تسلیم نہیں کرتے۔ تو پھر یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل و افعال کو حجت نہیں مانتے تب ہی اتنی جرح کرتے ہیں مگر لا حاصل۔

نوٹ:۔۔۔

میں کہتا ہوں مجھے ایک حدیث اسی دیکھا دیں جہاں واضح لکھا ہو کہ

ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی ہیں!

ہمارے لیے حضرت عمر فاروق رضہ کے فیصلے کی توثیق اس حدیث سے ثابت ہو جاتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

❀ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ» ❀

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہمیں صبح کی نماز کے بعد ایک ایسا بلیغ (اثر انگیز) وعظ فرمایا جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل کانپ اٹھے۔ تو ایک شخص نے عرض کیا: (یارسول اللہ ﷺ!) یہ تو کسی رخصت ہونے والے کا سا وعظ ہے، تو آپ ﷺ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے (تقویٰ) کی، اور (اپنے امیر کی) بات سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ پس تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت (کا اتباع) لازم ہے۔ تم اسے (مضبوطی سے) تھام لو اور اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑ لو۔ اور (دین میں) نئی نئی چیزیں نکالنے سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(جامع الترمذي: كتاب العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسننة

واجتناب البدع، حدیث نمبر: 2676 ، یہ حدیث حسن

صحیح ہے))➢

حدیث کے اہم نکات اور علمی فوائد موعظة مودع (الوداعی خطبہ):❖—

صحابہ کرام حضور ﷺ کے چہرے کے تاثرات اور کلام کی گہرائی سے سمجھ گئے تھے کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہونے والے ہیں، اسی لیے آپ ﷺ نے ایسی جامع نصیحت کی درخواست کی جو زندگی بھر کام آئے۔

حاصل:❖—

اس حدیث میں خلفائے راشدین کے عمل کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت قرار دیا ہے، اور ان خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کو لازم قرار دیا ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضہ اللہ

عنہ خلفائے راشدین میں دوسرے خلیفہ ہیں، اس لیے حضرت عمر فاروق رضہ اللہ عنہ اور اس زمانے کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متفقہ فیصلے کو **تعزیری حکم** قرار دینا قرآن و سنت کے نہ صرف خلاف ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی اس حدیث کا انکار بھی ہے۔

لہذا، اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضہ اللہ عنہ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق، تین ہی شمار ہوں گی اور بیوی حرام ہو جائے گی۔

اور یہ بات ہماری بات نہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فیصلہ ہے۔ جس پر ہمارا سر تسلیم خم ہے۔

ہماری بحث اس بات پر مکمل ہوئی، کہ ایک ہیں مجلس میں تین طلاق تین ہی شمار ہو گی اور بیوی حرام ہو جائے گی: واللہ اعلم

جہیز کی لعنت اور اس کی شرعی حیثیت

تعارف:

جہیز ایک ایسا سماجی ناسور ہے جس نے معاشرے کو معاشی اور اخلاقی طور پر کھوکھلا کر دیا ہے۔اسلام میں نکاح کا تصور نہایت سادہ ہے، جہاں حقِ مہر عورت کا حق ہے۔نہ کہ جہیز کا مطالبہ۔ ذیل میں جہیز کی تاریخی جڑیں، ہندو کتب کے حوالے،اور شرعی حیثیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

🪶 ہندو کتب میں جہیز کا پس منظر:❖—

قدیم ہندو معاشرت میں جہیز کی ابتدا °دہیہ°, °استری دھن°
کے تصور سے ہوئی تھی۔ قدیم سنسکرت کتب (دھرم شاستر)
میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

سنسکرت عبارت (منو سمرتی۔ منو دھرم شاستر، باب 3، شلوک 27):—

ब्रह्मदैवं तथैवार्षं प्राजापत्यं तथासुरम्।"
"गान्धर्वं राक्षसश्चैव पैशाचं चाष्टमं तथा॥

اردو ترجمہ: یہ وہ آٹھ قسم کے نکاح ہیں جن کا ذکر منو سمرتی میں
ہے۔ان میں **برہما** قسم کے نکاح میں لڑکی کو زیورات اور تحائف
کے ساتھ رخصت کیا جاتا تھا، جسے **استری دھن** کہا جاتا تھا۔

(حوالہ: Manava Dharmashastra (Manusmriti),

(Chapter 3, Verse 27

🪶: شلوک 3.27 کی روشنی میں جہیز کا پس منظر:۞–

منوسمرتی کے باب 3، شلوک 27 میں شادی کے جس طریقے کا ذکر ہے، وہیں °استرید ھن °میں °جہیز °کے ڈیمانڈ کا واضح ثبوت ملتا ہے:

आच्छाद्य चार्चयित्वा च श्रुतशीलवते स्वयम्।

आहूय दानं कन्याया ब्राह्मो धर्मः प्रकीर्तितः॥

(منو سمرتی 3.27)

اردو ترجمہ: علم اور اعلیٰ اخلاق رکھنے والے (دولہا) کو خود دعوت دے کر بلانا، اور بیٹی کو خوبصورت **لباس اور زیورات سے آراستہ کرکے** (بیٹی کا) دان/عطیہ کرنا **'براہماد** ھرم**'** کہلاتا ہے۔

تشریح:

اس میں برہمنوں نے خود **جہیز** کی ڈیمانڈ رکھی ہے کیونکہ علم تو برہمنوں کے ہاتھ میں تھا اس لیے برہمنوں نے یہ عجیب چال چلی کہ، لڑکی کا باپ لڑکی کو سجا کر اور **سونے کے زیورات کے ہمراہ** آکر کہ خود کسی **برہمن** کو دعوت دے کہ آؤ اور میری بیٹی سے شادی کرلو۔ان برہمنوں نے لڑکی کے ساتھ ساتھ یہاں **زیورات** کا خصوصی ذکر کیا ہے جو ڈیمانڈ کو ظاہر کرتا ہے۔

قدیم ہندو روایات میں لڑکی کو جائیداد میں حق نہ دینے کے بدلے میں شادی کے وقت کچھ سامان دیا جاتا تھا جسے° **استری دھن**° کہا جاتا تھا۔جو وقت کے ساتھ ساتھ یہ رسم ایک گھنونی

تجارت بن گئی اور ایک ڈیمانڈ بن گیا. بدھمنوں نے تو پہلے ہی

سونے کے زیورات کے ساتھ **°لڑکی ڈیمانڈ کی°** تھی مگر بہت

ہی شاطرانہ انداز میں، پہلے لڑکی کو سجادھجا کر سونے کے

زیورات سے، اور پھر مزید سونے کے زیورات کے ساتھ لے

کر کسی برہمن کو خود بلا کر اس لڑکی کے ساتھ شادی کر دی

جائے۔ اور لوگوں کو پاگل بنانے کے لیے **اس کو براہماد** ھرم کہا۔

حالانکہ یہ برہمنوں کی ایک چال تھی لڑکی اور زیورات ہتھیانے

کی۔

مگر اب ساتھ میں یہ **استری دھن** (جو عورت کی مملکت ہوتی

تھی) بھی اب جہیز کی ڈیمانڈ میں تبدیل ہو گیا ہے۔ یہ ہے جیہز

کا پس منظر۔

جہیز اور اسلام

یہ ایک ہندو دھرم کی ریت اور ڈیمانڈ ہے۔ جوان کی کتب میں موجود ہے۔اور جو اس کو اسلام میں ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ دراصل خالص ہندو ہے۔ جس نے صرف اسلام کا پہناوا پہن رکھا ہے۔ کیونکہ ہم ہندؤ دھرم کی کتاب کا حوالہ اوپر درج کر چکے ہیں اور جہیز کی ڈیمانڈ بھی جس میں پوری طرح درج ہے۔

اسلامی شریعت میں جہیز کا کوئی تصور نہیں ہے۔اسلام نے نکاح کو ایک سادہ اور آسان عمل قرار دیا ہے۔

مگر افسوس ایک ملا طبقہ اس کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ

واصحابہ وبارک وسلم، قرار دے مسلم معاشرے پر تھوپ رہا ہے کیونکہ ملادین کے علم سے ناواقف اور نابلد ہے اس لیے وہ ہنڈوُدھرم کو مسلم روایات اور **حدیث** قرار دیتا ہے جو اس گمراہ طبقے کو جنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے۔اور یہ گمراہ طبقہ اسلام کی غلط تشریح کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور حضرت علی رضہ اللہ عنہ کی شادی والی حدیث کو **جہیز** کے ثبوت میں درج کرتے ہیں جبکہ یہ اس قدر گمراہ ہیں، کہ ان کو یہ علم کی نہیں یہ ہنڈوُدھرم کی ریت اور ڈیمانڈ ہے۔ہم اس پوری حدیث کا واقعہ درج کرتے ہیں،اور آپ کے سامنے ان گمراہ ملاوں کی حقیقت کھول کر بیان کرتے ہیں۔

یہ جاہل ملا ثبوت مانگنے پر یہ احادیث پیش کرتے ہیں۔

مسند احمد کی "جہیز" والی روایت: 01

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا

سُفۡیَانُ، عَنۡ أَبِي إِسۡحَاقَ، عَنۡ هُبَیۡرَةَ بۡنِ یَرِیمَ،
عَنۡ عَلِيٍّ، قَالَ: جَهَّزَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيۡهِ
وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِي خَمِیلٍ، وَقِرۡبَةٍ، وَوِسَادَةٍ حَشۡوُهَا
إِذۡخِرٌ."

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو سامانِ رخصتی (جہیز) میں ایک مخملی چادر (یا اونی بستر)، ایک مشکیزہ، اور ایک تکیہ دیا جس کے اندر اذخر (ایک قسم کی خوشبودار گھاس) بھری ہوئی تھی"۔

حدیث: 643)

یہ حدیث مشکوک ہیں مستند نہیں اس کی وجہ مندرجہ ذیل ہیں

اسنادی الجھاؤ اور فنی خامی (جرح):

- **پہلی خامی (تدلیس اور حافظے کا بگڑنا):**

- اس حدیث کا مرکزی راوی **ابواسحاق السبیعی** ہے۔ یہ راوی آخری عمر میں **'اختلاط'** (**الزائمر/یادداشت کی کمزوری**) کا شکار ہو گیا تھا اور یہ **'مدلس'** بھی تھا, یعنی اپنے اساتذہ کا نام چھپا کر عَنۡ کہہ کر روایت کرتا تھا۔

- **دوسری خامی (مجہول راوی):** ابواسحاق جس راوی سے یہ سن رہا ہے، وہ **ہبیرہ بن یریم** ہے۔ امام جوزجانی نے اسے **"واہی الحدیث"** (سخت کمزور) کہا ہے اور **امام ابن عدی** کے مطابق اس کی احادیث محفوظ نہیں ہوتیں۔

- **تیسری خامی (اضطراب):** ابواسحاق اس ایک حدیث کی سند میں شدید اضطراب کا شکار ہے۔ وہ اسے کبھی **عاصم بن ضمرہ** سے روایت کرتا ہے، **کبھی حارث سے**، اور **کبھی ہبیرہ سے**۔ سند کا یہ تزلزل اس کے غیر مستند ہونے کی قطعی دلیل ہے۔

سنن النسائی کی "زرہ اور نکاح" والی روایت (حدیث: 3375:02)

أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ زِيَادٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَطَبَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَاطِمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهَا صَغِيرَةٌ» فَخَطَبَهَا عَلِيٌّ، فَزَوَّجَهَا مِنْهُ."

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ ابھی چھوٹی ہے"۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

نکاح کا پیغام بھیجا، تو آپ ﷺ نے ان سے (فاطمہ کا) نکاح فرمایا دیا۔

یہ بھی مشکوک الفاظ پر مشتمل ہیں:

اسنادی الجھاؤ اور فنی خامی (جرح):

پہلی خامی (کمزور راوی):

اس سند کا راوی عبداللہ بن عطاء المکی سخت کمزور ہے۔ امام نسائی نے خود کتاب الضعفاء میں لکھا: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ (یہ مضبوط راوی نہیں ہے)۔

دوسری خامی (موقوف کو مرفوع بنانا):

امام ابن حبان نے اس راوی کی قلعی کھولتے ہوئے فرمایا کہ یہ

راوی لوگوں کے اقوال (موقوف روایات) کو اٹھا کر نبی ﷺ کا فرمان (مرفوع حدیث) بنا دیا کرتا تھا، اس لیے اس کی روایت سے دلیل پکڑنا باطل ہے۔

تیسری خامی (متن کا تعارض):

اس روایت کے دوسرے طریقوں میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنی حطمیہ زرہ فاطمہ کو دے دو" (فَأَعْطِهَا إِيَّاهَا)۔ یہاں صریح تضاد یہ ہے کہ اگر زرہ مہر کے طور پر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دے دی گئی، تو مسند احمد کی روایت کے مطابق اس زرہ کو بازار میں بیچ کر سامان کیسے خریدا گیا؟

چوتھی خامی: "وہ ابھی چھوٹی ہے"، پھر اگلے الفاظ

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا، تو آپ ﷺ نے ان سے (فاطمہ کا) نکاح فرمایا" یہ واضح اور کھلا تضاد ہے اس راوی کا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث موضوع اور من

گھڑت ہے۔

3۔ صحیح بخاری کی روایت (حدیث: 2913)۔ جس میں سامان کا ذکر ہی نہیں ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ المَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..."

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

"غزوہِ بدر کے مالِ غنیمت میں سے میرے حصے میں ایک بوڑھی

اونٹنی آئی تھی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) میں سے بھی ایک اونٹنی دی تھی۔ پس جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضہ سے رخصتی (گھر بسانے) کا ارادہ کیا تو..." (حدیث کا بقیہ حصہ اونٹنیوں کے واقعے پر ہے جس کا نکاح کے سامان سے کوئی تعلق نہیں)۔

اسنادی الجھاؤ اور فنی خامی (جرح):

یہ روایت اگرچہ سنداً صحیح بخاری کی ہے، لیکن اس مستند ترین روایت میں کسی زرہ کے بازار میں بکنے، کسی مروجہ جہیز یا سامانِ خانہ داری کی خریداری کا کوئی ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اصل اور مستند ترین تاریخ صرف اتنی ہی ہے کہ حضرت علیؓ نے رخصتی کا ارادہ کیا اور ان کے پاس مالِ غنیمت کی اونٹنیاں تھیں۔ سامان کی تمام تفاصیل بعد کے کمزور

اور مضطرب راویوں کی اپنی ایجاد ہیں۔

حاصل تحقیق:

1: بخاری کی روایت ثابت کرتی ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس اونٹ تھی۔

02: نسائی کی روایت مہر میں زرہ دینے کا حکم دیتی ہے، نہ کہ زرہ بازار میں بیچنے کا۔

03: مسند احمد کی روایت اپنی کمزور سند (ابو اسحاق کی تدلیس اور ہبیرہ کے ضعف) کی وجہ سے گر جاتی ہے۔

اور اس بات سے ثابت ہوا کہ یہ احادیث قابل استدلال نہیں اور رائج ہندوانہ جہیز کا اسلام کوئی تعلق نہیں ہے۔

اہم بات!

تمام بڑے جید علماء اور مفتیانِ کرام کا یہی فتویٰ ہے کہ شادی میں لڑکی والوں کی طرف سے جہیز دینا کوئی سنت نہیں ہے۔ اس کی سادہ وجوہات یہ ہیں:

: حضرت فاطمہ رضہ اللہ عنہا کے سامان کی رقم **حضرت علی رضہ اللہ کی اپنی تھی۔**

: اگر یہ سنت ہے تو **پھر باقی بیٹیوں کو کیوں نہیں دیا؟**

: حضور ﷺ کی تین اور بیٹیاں **سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنھن ہیں۔** آپ ﷺ نے ان کی شادیوں پر ایسا کوئی سامان نہیں خریدا؟

: اسلام کا قانون یہ ہے کہ بیوی کے رہنے کے لیے گھر، بستر، برتن اور نان نفقہ کا انتظام کرنا صرف اور صرف شوہر (مرد) کی ذمہ داری ہے۔ عورت پر اپنے گھر سے تکیہ یا سوئی لانے کی بھی کوئی شرعی ذمہ داری نہیں ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جو سامان ملا، وہ دراصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے پیسوں سے خرید ا گیا، اور یہ سامان حضرت علی رضہ اللہ کا تھا۔

🪶 : ان گمراہ ملاوں نے اپنی ہندو رسموں کو جائز کرنے کے لیے اس پر **سنتِ جہیز** کا غلط لیبل لگا دیا ہے، جبکہ اسلام میں ایسی کسی رسم کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اب ذرہ اسلام قانون بھی پڑھ لیں: ❖—

حقِ مہر: اللہ تعالیٰ نے مرد پر فرض کیا ہے کہ وہ عورت کو مہر دے۔

قرآن مجید میں ہے: ✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

:❁«وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً»❁

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔

(سورة النساء: آیت نمبر 4)➢

مخالفِ سنت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کی شادیوں میں نہ تو جہیز مانگا اور نہ ہی دیا جیسا کہ آج کل رواج ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت جو سامان دیا گیا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ادا کردہ مہر کی رقم سے خریدا گیا تھا، نہ کہ وہ مطالبہ یا جہیز کا رواج تھا۔

:کیا جہیز لینے والے اور دینے والے ہندو دھرم کی پیروی

کررہے ہیں؟:ـ

یہ کہنا کہ جو مسلمان جہیز لیتے یا دیتے ہیں, وہ ہندو دھرم کی پیروی کررہے ہیں، یہ ایک تاریخی وسماجی حقیقت ہے۔اس پر درج ذیل نکات سے غور کیا جاسکتا ہے:

مشابہتِ کفار: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:ـــ✅

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

❀عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ❀

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں شمار ہوگا۔

(سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: 4031)➢

جہیز کا رواج ہندو دھرم سے آیا ہے، جہاں عورت کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا، لہذا انہیں شادی کے وقت کچھ سامان دے کر فارغ کر دیا جاتا تھا۔

قرآن کے احکامات سے دوری:۞——✅

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں وراثت کے قوانین واضح کیے ہیں

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶❀يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا

تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَ بَوَيْهِ لِكُلِّ
وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ
لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ؕ فَاِنْ كَانَ
لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَاۤ اَوْ
دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ۝

ترجمہ: اللہ تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو حکم دیتا ہے کہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اور اگر (صرف) عورتیں ہی ہوں، دو یا دو سے زیادہ، تو مرنے والے نے جو کچھ چھوڑا ہو، انہیں اس کا دو تہائی حصہ ملے گا۔ اور اگر صرف ایک عورت ہو تو اسے (ترکے کا) آدھا حصہ ملے گا۔ اور مرنے والے کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملے گا، بشرطیکہ مرنے

والے کی کوئی اولاد ہو، اور اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں تہائی حصے کی حق دار ہے۔ ہاں اگر اس کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا (اور یہ ساری تقسیم) اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد ہوگی جو مرنے والے نے کی ہو، یا اگر اس کے ذمے کوئی قرض ہے تو اس کی ادائیگی کے بعد تمہیں اس بات کا ٹھیک ٹھیک علم نہیں ہے کہ تمہارے باپ بیٹوں میں سے کون فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تم سے زیادہ قریب ہے؟ یہ تو اللہ کے مقرر کیے ہوئے حصے ہیں، یقین رکھو کہ اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔

(سورہ النساء ۔ آیت نمبر 11) ➢

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ
فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ
اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ
اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ
مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ ❁

ترجمہ: اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ کر جائیں، اس کا آدھا حصہ

تمہارا ہے، بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد (زندہ) نہ ہو۔ اور اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو انہوں نے کی ہو، اور ان کے قرض کی ادائیگی کے بعد تمہیں ان کے ترکے کا چوتھائی حصہ ملے گا۔ اور تم جو کچھ چھوڑ کر جاؤ اس کا ایک چوتھائی ان (بیویوں) کا ہے، بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد (زندہ) نہ ہو۔ اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو، اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ان کو تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ملے گا۔ اور اگر وہ مرد یا عورت جس کی میراث تقسیم ہونی ہے، ایسا ہو کہ نہ اس کے والدین زندہ ہوں، نہ اولاد، اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن زندہ ہو تو ان میں سے ہر ایک چھٹے حصے کا حق دار ہے۔ اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے، (مگر) جو وصیت کی گئی ہو اس پر عمل کرنے کے بعد اور مرنے والے کے ذمے جو قرض ہو اس کی ادائیگی کے بعد، بشرطیکہ (وصیت یا

قرض کے اقرار کرنے سے) اس نے کسی کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔

یہ سب کچھ اللہ کا حکم ہے، اور اللہ ہر بات کا علم رکھنے والا، بردبار ہے۔

(سورہ النساء -آیت نمبر 12)

:نوٹ:❖—

جو والدین بیٹی کو وراثت میں حصہ نہیں دیتے، لیکن جہیز دے کر جان چھڑاتے ہیں، وہ قرآن کے قانونِ وراثت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

:نام کے مسلمان:❖—

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ معاشرتی دباؤ اور ہندوانہ دھرم کو سینے سے لگائے ہوئے بہت سے نام کے مسلمان خود کو عقیدے سے مسلم سمجھ رہے ہیں مگر افسوس وہ دھرم ہندومت کو سینے سے

لگائے ہوئے ہیں بس نام کے مسلم ہیں۔ یہ **ہندودھرم سے وفاداری**، کی علامت ہے جہاں قرآن کے اصولوں پر عمل کرنے کے بجائے **لوگ ہندوُدھر** کو ترجیح دی جاتی ہے۔

حاصل کلام:❖—

جہیز اسلام میں ایک حرام اور غیر شرعی فعل ہے کیونکہ یہ جبر، مطالبے اور سماجی دباؤ کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ جو مسلمان اس کا مطالبہ کرتے ہیں یا اسے باعثِ فخر سمجھتے ہیں، وہ اسلامی تعلیمات کے بجائے آج بھی دل سے ہندو ہیں اور ہندودھرم کی کتاب کی پیروی کر رہے ہیں۔ ایک سچے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نکاح کو آسان بنائے اور مہر کے اسلامی تصور کو زندہ کرے، نہ کہ ہندو سماجی ڈھانچے کو فروغ دے۔

✅وراثت کا اسلامی نظام✅

تعارف:

اسلام میں وراثت کا نظام (علم الفرائض) ایک انتہائی منظم، منصفانہ اور الٰہی نظام ہے، جس میں ہر حق دار کا حصہ اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کیا ہے۔

وراثت کی تعریف وبنیادی تصور:

تعریف:

وراثت (میراث) اس مال، جائیداد اور حقوق کو کہتے ہیں جو کسی شخص کی وفات کے بعد اس کے پسماندگان (وارثوں) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

:کون سی جائیداد تقسیم ہوگی:-

مرحوم کی ملکیت میں موجود تمام منقولہ (نقد، زیور، سواری) اور غیر منقولہ (زمین، مکان) جائیداد۔

:کون سی جائیداد تقسیم نہیں ہوگی:-

وہ مال جو مرحوم نے وفات سے قبل کسی کو ہبہ (تحفہ) کر دیا ہو، یا وہ جائیداد جس کا وہ مالک نہ ہو (جیسے کرائے کا مکان)۔

:نوٹ:-

وراثت کی تقسیم سے قبل مرحوم کے ذمہ قرض کی ادائیگی، تجہیز

وتکفین کے اخراجات اور اگر کوئی جائز وصیت ہو تو اسے پورا کرنا فرض ہے۔

قرآن مجید کا حکم:۞–✅

مردوں کا حصہ:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶❁«لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا»❁

ترجمہ: مردوں کے لیے اس مال میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کے لیے بھی اس

مال میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا ہو، چاہے وہ مال تھوڑا ہو یا بہت، یہ حصہ مقرر شدہ ہے۔

🪶

(سورۃ النساء: 7)➢

اولاد کا حصہ:✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶 ❁«يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ...»❁

ترجمہ:

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ ایک

لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

(سورۃ النساء: 11)➢

بیوی کا حصہ: ✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ

ترجمہ: اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان (بیویوں) کے لئے ایک چوتھائی حصہ ہے، اگر تمہاری اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصّہ ملے گا، اس

وصیّت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔

🪶

(سورۃ النساء: 12)➢

شوہر کا حصہ: ✅

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶 ❀وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ❀

ترجمہ: اور تمہاری بیویوں کے چھوڑے ہوئے مال میں سے

تمہارا آدھا حصہ ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو، اور اگر ان کی اولاد ہو تو

ان کے چھوڑے ہوئے مال میں سے تمہارا چوتھائی حصہ ہے۔
اس وصیّت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئی ہوں یا قرض کے
بعد۔" 🪶

(سورۃ النساء: 12)➢

ــ❖: مستند احادیثِ نبویہ: ❖ــ

حق داروں کو حصہ دینا: ◌ ✅

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

🪶 ❀ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ❀ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ❀ أَلْحِقُوا

الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا ❀ فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ ❀

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میراث اس کے حق داروں تک پہنچادو اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد عزیز کا حصہ ہے۔🪶

(صحیح بخاری: 6732)➢

قاتل کے لیے وراثت نہیں:۞✅

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

🪶 ❀ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ❀ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ❀ الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ ❀

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاتل (مقتول کا) وارث نہیں ہو گا۔ 🪶

(جامع ترمذی: 2109)➢

کافر اور مسلمان کے درمیان وراثت نہیں: ✅

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

🪶 ❀ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ❀ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ❀ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ ❀ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا! مسلمان باپ کا فر بیٹے کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر بیٹا مسلمان باپ کا۔ 🪶

(صحیح بخاری: 6764)➢

اسلام میں وراثت کا پابند ہونا:۞✅

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❀ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ ❀ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ❀ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ ❀ عَنْ أَبِيهِ ❀ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ❀ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ❀ قَالَ ❀ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا ❀ فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ ❀۔

ترجمہ: ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میراث اس کے حق داروں تک پہنچادو اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد عزیز کا حصہ ہے۔

(صحیح بخاری , باب: فرائض کی تعلیم کا بیان , حدیث

نمبر: (6732

وارث کون ہوتا ہے اور تقسیم کیسے ہوتی ہے؟

وارث کون ہے:۔

وہ قریبی رشتہ دار جن کے حصے اللہ نے قرآن میں مقرر کیے ہیں (جیسے والدین، بیوی/شوہر، اولاد) یا وہ جو بچ جانے والے مال کے حق دار ہوتے ہیں۔

تقسیم کا طریقہ:۔

سب سے پہلے مرحوم کے کفن دفن کا خرچ نکالا جائے گا۔

اگر کوئی قرض ہے تو وہ ادا کیا جائے گا۔

اگر کوئی جائز وصیت ہے تو وہ کل مال کے ایک تہائی (1/3) تک

پوری کی جائے گی۔

باقی ماندہ مال کو قرآن و سنت کے مقررہ حصوں کے مطابق تمام وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

تقسیمِ وراثت کے چار لازمی مراحل:

مرحوم کی جائیداد تقسیم کرنے سے پہلے یہ چار کام کرنا ہر وارث پر لازم ہے:

تجہیز و تکفین:—

مرحوم کے کفن دفن کے اخراجات ادا کرنا۔

قرض کی ادائیگی:—

مرحوم کے ذمے جتنے بھی حقوق العباد (قرضے، مہرِ بیوی وغیرہ) ہیں، انہیں ادا کرنا۔

وصیت کا نفاذ:۔

اگر مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہو (جو کل مال کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو)، تو اسے پورا کرنا۔

تقسیمِ ترکہ:۔

مذکورہ بالا کاموں کے بعد جو بچ جائے، اسے شرعی وارثوں میں بانٹنا۔

بنیادی اصولِ تقسیم:

اسلام میں وراثت کا تقسیم کار اس اصول پر ہے کہ جس کا ذمہ داری کا بوجھ زیادہ، اسے حصہ بھی اسی لحاظ سے دیا گیا ہے۔

اصول: عام طور پر مرد کا حصہ عورت سے دگنا ہوتا ہے (کیونکہ مرد پر خاندان کی معاشی ذمہ داری اور مہر کی ادائیگی

فرض ہے، جبکہ عورت کی معاشی ذمہ داری اس کے شوہر یا والد پر ہے)۔

◯—:وارثوں کی تین بڑی اقسام:◯—

وراثت میں حصص کا تعین درج ذیل تین طرح سے ہوتا ہے:

الف: اصحاب الفروض (مقررشدہ حصے والے):✅

یہ وہ رشتہ دار ہیں جن کے حصے قرآن نے متعین کر دیے ہیں (مثلاً: بیوی کا 1/8 یا 1/4، ماں کا 1/6 یا 1/3 وغیرہ)۔ان کے حصے میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

ب: عصبات (بچ جانے والا مال لینے والے): ✅

جب اصحابِ فروض اپنا حصہ لے لیں، تو اگر کچھ مال بچ جائے تو وہ 'عصبات' کو ملتا ہے۔ (جیسے بیٹا، باپ، بھائی)۔ اگر کچھ نہ بچے، تو عصبات کو کچھ نہیں ملتا۔

ج: ذوی الارحام: ✅

یہ وہ دور کے رشتہ دار ہیں (مثلاً بھانجے، خالہ، پھوپھی کے بچے) جو نہ اصحاب الفروض میں آتے ہیں نہ عصبات میں، انہیں وراثت تب ملتی ہے جب اوپر والے کوئی وارث موجود نہ ہوں۔

🪶 ایک عملی مثال (تقسیم کا طریقہ): -

فرض کریں ایک شخص فوت ہوا، اس نے پیچھے 12 لاکھ روپے چھوڑے، اس کی کوئی وصیت یا قرض نہیں تھا۔ اس کے وارثوں میں ایک بیٹا، ایک بیٹی اور ایک بیوہ ہیں۔

بیوہ کا حصہ: قرآن کے مطابق 1/8 حصہ ملے گا۔

12 لاکھ کا 1/8=1 لاکھ 50 ہزار روپے

باقی ماندہ رقم: 12 لاکھ-1.5 لاکھ=10 لاکھ 50 ہزار روپے

بیٹا اور بیٹی کا حصہ: باقی ماندہ رقم میں لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا

ہے۔اسے 3 حصوں میں بانٹیں گے۔

10 لاکھ 50 ہزار÷3=3 لاکھ 50 ہزار (ایک حصہ)

بیٹی کا حصہ: 3 لاکھ 50 ہزار روپے

بیٹے کا حصہ: 7 لاکھ روپے (یعنی دو حصے)

اہم تنبیہات: ❖—

وراثت سے محروم کرنا:

کسی بیٹی یا بہن کو وراثت سے محروم رکھنا یا انہیں زبردستی

دستبردار کروانا سخت گناہ اور ظلم ہے۔

صرف نام کا مسلمان:۞—

جیسا کہ پہلے ذکر کیا، جو لوگ ہندو معاشرتی رسومات کے دباؤ میں آکر بیٹیوں کو وراثت سے محروم رکھتے ہیں، وہ اللہ کے مقرر کردہ قانون کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حق مہر اور جہیز میں فرق:۞—

لوگ جہیز کو وراثت کا نعم البدل سمجھتے ہیں، حالانکہ جہیز کا شریعت میں کوئی وجود نہیں اور وراثت کا حق قرآن کا حکم ہے۔

وصیت کی حقیقت، حدود اور شرعی احکام

تعارف:

اسلامی شریعت میں وصیت ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے انسان اپنی وفات کے بعد اپنے مال یا حقوق کے بارے میں ہدایات دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو دی گئی ایک سہولت ہے تاکہ وہ اپنی کوتاہیوں کی تلافی کر سکیں یا اپنے قریبی رشتہ داروں (جو وارث نہ ہوں) کی مدد کر سکیں۔

وصیت کی تعریف اور شرعی حیثیت:

تعریف:

وصیت اس عمل کو کہتے ہیں جس میں کوئی شخص اپنی موت کے بعد اپنی جائیداد کے کسی حصے کو کسی مستحق یا غیر وارث کے نام کرنے یا کسی خاص کام کے لیے وقف کرنے کا حکم دے۔

شرعی حکم: ✅

وصیت کرنا ایک مستحب (پسندیدہ) عمل ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے مقرر کردہ حدود کے اندر ہو۔

🕯️ قرآنی آیات 🕯️

وصیت کا حکم: 📜

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

🪶 ❁«كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ ٱلۡمَوۡتُ إِن تَرَكَ خَيۡرًا ٱلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَٰلِدَيۡنِ وَٱلۡأَقۡرَبِينَ بِٱلۡمَعۡرُوفِۖ حَقًّا عَلَى ٱلۡمُتَّقِينَ»❁

ترجمہ: تم پر فرض کیا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی، اپنے پیچھے مال چھوڑ کر جانے والا ہو تو جب اس کی موت کا وقت قریب آجائے وہ اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حق میں دستور کے مطابق وصیت کرے یہ متقی لوگوں کے ذمے ایک لازمی حق ہے۔ 🪶

(سورة البقرة: 180) ➢

وصیت میں تبدیلی کی ممانعت: 📋

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁«فَمَن بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ»❁

ترجمہ: پھر جو کوئی وصیت کو سننے کے بعد بدل دے، تو اس کا گناہ ان ہی لوگوں پر ہے جو اسے بدلتے ہیں۔ بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

(سورة البقرة: 181)➢

وصیت قرض کی ادائیگی کے بعد: 📖

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

🪶 ❁ «مِن بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ» ❁

ترجمہ: (یہ حصے) وصیت جو کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد ہیں۔ 🪶

(سورۃ النساء: 11) ➢

❁ مستند احادیث ❁

وصیت کی حدود (ایک تہائی): 🕯️

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

❀ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "لَوْ غَضَّ النَّاسُ مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ» ❀

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اگر لوگ ایک تہائی سے چوتھائی کی طرف آ جائیں (تو بہتر ہے)، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک تہائی (وصیت کرنا) اور ایک تہائی بہت ہے۔

(صحیح مسلم : حدیث نمبر 4218، فصل وصیت کے یہاں میں) ➢

وارث کے حق میں وصیت نہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

🪶 ❀ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خُطْبَتِهِ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ» ❀

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا: "اللہ نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے، لہذا اب کسی وارث کے لیے وصیت نہیں ہے۔ 🪶

(سنن ابی داؤد: 2870) ➢

وصیت کے بغیر رات نہ گزارنا: 🌃

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❀ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ»

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے، جس کے پاس وصیت کرنے والی کوئی چیز ہو، یہ مناسب نہیں کہ وہ دو راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

(صحیح بخاری: 2738) ➢

🛡️ اہم سوالات کے جوابات 🛡️

وصیت پوری کرنا ضروری ہے؟ 📜

جی ہاں، وصیت کو پورا کرنا تمام وارثین پر واجب ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے مطابق ہو۔ قرآن نے اسے قرض کی طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

کیا وصیت پر عمل نہ کرنے سے مردہ بدعا کرتا ہے؟ 📋

اس حوالے سے کوئی مستند حدیث نہیں ہے کہ مردہ قبر میں بدعا کرتا ہے، لیکن وصیت توڑنا اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے اور اس کا گناہ وصیت بدلنے والوں پر ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو اسے بدلے گا اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔

کب وصیت پر عمل نہیں ہو سکتا؟ 🪶

🪶 اگر وصیت وارث کے حق میں ہو (سوائے اس کے کہ باقی سب وارث اپنی خوشی سے حصہ دیں)۔

🪶 اگر وصیت کل مال کے ایک تہائی سے زیادہ ہو (سوائے

اس کے کہ وارثین اپنی مرضی سے اسے نافذ کریں)۔

🪶 اگر وصیت کسی گناہ یا غیر شرعی کام کے لیے ہو۔

خلاصہِ احکامات: ⚜️⚜️

وصیت کل مال کے 1/3 (ایک تہائی) سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

وارثوں کے لیے وصیت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ اللہ نے ان کے حصے قرآن میں خود مقرر کر دیے ہیں۔

وصیت تحریری ہونی چاہیے اور اس پر گواہ ہونے چاہئیں تاکہ بعد میں جھگڑا نہ ہو۔

باب چہارم

فقہ،اجتہاداور ائمہ کرام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۞

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۞

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ ۞

نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۞أَمَّا بَعْدُ ۞

تعارف فقہ:

فقہ اسلامی تعلیمات کا وہ عظیم شعبہ ہے جس میں قرآن و

سنت کے احکامات سے انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے عملی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں۔ یہ صرف علم نہیں بلکہ ایک فن اور بصیرت ہے جس کے ذریعے شریعت کے مقاصد کو سمجھا جاتا ہے۔

فقہ کی تعریف: 🕯️

لغوی معنی: فقہ کا لغوی مطلب ہے **کسی چیز کو گہرائی سے سمجھنا۔**

اصطلاحی معنی: قرآن و سنت، اجماع اور قیاس کی روشنی میں شرعی احکامات کو ان کے دلائل کے ساتھ جاننے کا نام فقہ ہے۔

آغاز اور وجوہات (تاریخی تناظر): 🕯️

آغاز: فقہ کی ابتداعہدِ رسالت ﷺ سے ہی ہو گئی تھی جب صحابہ کرامؓ پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے نبی کریم ﷺ سے رجوع کرتے تھے۔

وجوہات: 🕯️

علاقائی وسعت: 🕯️

اسلام کے دائرہ کار میں تیزی سے اضافہ ہوا اور نئے نئے علاقوں (عجم، روم، فارس) کی تہذیبیں اسلام میں شامل ہوئیں، جن کے نئے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تلاش کرنا ضروری تھا۔

نئے واقعات: 🕯️

نئے پیش آنے والے واقعات جن کے بارے میں واضح نص (آیت یا حدیث) موجود نہ تھی، ان پر اجتہاد کی

ضرورت پیش آئی۔

احکام کا استنباط: 🕯️

دین کی بنیادی روح کو برقرار رکھتے ہوئے بدلتے ہوئے حالات میں انسانی معاملات (عبادات، نکاح، وراثت، تجارت) کو منظم کرنا۔

فقہ کے حق میں دلائل: 🕯️

دین کی سمجھ حاصل کرنا: ✅

قرآنی آیت:

﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي

الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ
لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾

ترجمہ: اور مسلمانوں کو یہ نہیں چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ (فقہ کی تعلیم) حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ جب اپنی قوم کے پاس آئیں (تو ان کو حرام اور حلال احکامات سے) ڈرائیں تاکہ وہ (اللہ سے) ڈر جائیں۔

(سورۃ التوبہ: 122) ➢

قرآن کے احکام کو سمجھنا:

قرآنی آیت: ✅

﴿كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

🪶ترجمہ: اسی طرح ہم آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے۔🪶

(سورۃ یونس: 24)➢

عقل والوں کی پیروی: 🕯️

قرآنی آیت: ✅

❁ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

🪶ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔🪶

(سورۃ النحل: 43)➢

مشکلات میں غور و فکر: 🕯️

قرآنی آیت: ✅

❀ «وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ
الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ» ﴿۸۳﴾

🪶 ترجمہ: اور اگر وہ اس (بات کو) رسول ﷺ اور اپنے حکام (اہلِ علم) تک پہنچاتے تو یقیناً اُن میں سے وہ لوگ جو استنباط (بات کی تہہ تک پہنچنا) کی صلاحیت رکھتے ہیں، اس کی حقیقت جان لیتے۔ 🪶

(سورۃ النساء: 83)➢

مستند احادیث: 🕯️

دین کی سمجھ کا حصول: ✅

حدیث مبارکہ:

❀قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا ، يَقُولُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ❀

🪶ترجمہ: حمید بن عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ خطبہ میں فرما رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ (فقہ کی سمجھ) عنایت فرما دیتا ہے۔🪶

(صحیح بخاری: 71)➢

اجتہاد کی اجازت (حضرت معاذؓ کا واقعہ): 🕯️

حدیث مبارکہ: ✅

❀ ، مِنْ أَصْحَابِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ ؟، قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ ؟، قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ ؟، قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلَا آلُو ، فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَدْرَهُ، وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ

رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ ❀

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب نے روایت کیا جو اہل حمص میں سے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ارادہ فرمایا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجیں تو آپ نے پوچھا: ”جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہو گا تو فیصلہ کیسے کرو گے؟“ انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر کتاب اللہ میں نہ ملا تو؟“ کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے۔ فرمایا: ”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور کتاب اللہ میں بھی نہ ملا تو؟“ کہا کہ میں اپنی رائے استعمال کرنے میں کمی نہیں کروں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا سینہ تھپکایا اور فرمایا: ”حمد ہے اس اللہ کی جس نے رسول اللہ کے پیامبر کو اس بات

کی توفیق دی جس پر اللہ کا رسول خوش ہے۔🪶

(سنن ابی داؤد: 3592)➢

غور و فکر کی فضیلت: 🕯️

حدیث مبارکہ: ✅

❀عن زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ❀

🪶ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو

مجھ سے کوئی حدیث سنے پھر اسے یاد رکھ کر اسے دوسروں کو پہنچا دے، کیونکہ بہت سے احکام شرعیہ کا علم رکھنے والے اس علم کو اس تک پہنچا دیتے ہیں جو اس سے زیادہ ذی علم اور عقلمند ہوتے ہیں۔ اور بہت سے شریعت کا علم رکھنے والے علم تو رکھتے ہیں، لیکن فقیہہ نہیں ہوتے۔ 🪶

➢(جامع ترمذی: 2656)

اجتہاد پر اجر: 🕯️

حدیث مبارکہ: ✅

❀ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ

فَاجْتَهَدَ ، ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَ
إِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ، ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْ ❀

ترجمہ: عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کہ آپ ﷺ نے
فرمایا، کہ جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے
کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے۔ اور جب
کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے
اکہرا ثواب ملتا ہے۔ (اجتہاد کا)

(صحیح بخاری: 7352) ➢

حاصلِ کلام:

فقہ دین کے عملی نفاذ کا نام ہے، اور یہی وہ شعبہ ہے جس
کے ذریعے مسلمان صدیوں سے بدلتے ہوئے حالات
میں قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔

قرآنِ مجید کی آیات: 🕯️

اللہ کا حکم سمجھنے کی ہدایت: ✅

قرآنی آیت:

❁ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾

🪶 ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔ 🪶

(سورۃ الاحزاب: 70)➢

🪶 مفسرین کے نزدیک **قول سدید** کا اطلاق ان احکام پر ہوتا ہے۔ جو فقہ کے اصولوں کے مطابق ہوں۔

🪶 فقہ کا بنیادی اصول یہی ہے کہ عام آدمی مسائل کے لیے ماہر فقہاء سے رجوع کرے۔ مگر خود بھی ضرورت دین کا علم حاصل کرے۔

احادیثِ مبارکہ: 🕯️

دین میں سمجھ کی فضیلت: ✅

حدیث مبارکہ:

❀ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔ ❀

🪶 ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ

فرماتا ہے، اسے دین (فقہ کی سمجھ) عطا کر دیتا ہے۔🪶

(صحیح بخاری: 71،)➢

علمِ دین کی اہمیت: 🕯️

حدیث مبارکہ: ✅

❀ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ ❀

🪶**ترجمہ:** حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم (دین) کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے، اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔🪶

(سنن ابی داؤد: حدیث نمبر 3641 کتاب العلم)➢

حلال و حرام کی تمیز 🕯️

حدیث مبارکہ: ✅

❀ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَ
بَيِّنٌ... ❀

🪶 ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ 🪶

(صحیح بخاری: 52)➢

(فقہ ہی وہ علم ہے جو حلال و حرام اور مشتبہ امور میں تمیز کرنا سکھاتا ہے)

نوٹ: 🕯️

فقہ اسلام نہیں بلکہ اسلام کو سمجھنے کا ذریعہ ہے:

یہ بات بالکل درست اور علمی اعتبار سے انتہائی اہم ہے کہ فقہ، اسلام نہیں بلکہ اسلام کو سمجھنے کا ایک علمی اور عملی ذریعہ ہے۔

🕯️ اسلام اور فقہ میں فرق کا تصور 🕯️

تعارف: 🪶

اس فرق کو سمجھنے کے لیے ہمیں اسلام (جو وحیِ الٰہی ہے)

اور فقہ (جو انسانی فہمِ وحی ہے) کے درمیان فرق کو واضح کرنا ہوگا۔ ذیل میں اس کی تفصیل قرآن و حدیث کی روشنی میں دی گئی ہے۔

اسلام (وحی):

یہ اللہ کا وہ پیغام ہے جو قرآن مجید اور سنتِ نبویہ کی صورت میں محفوظ ہے۔ یہ حتمی، قطعی اور ابدی ہے۔

فقہ (فہمِ وحی):

یہ قرآن و سنت سے احکام کو استنباط (نکالنے) کرنے کا نام ہے۔ اس میں انسانی عقل، استدلال اور اصولِ استنباط کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اسی لیے فقہ میں اختلافِ رائے کی گنجائش موجود ہوتی ہے، جبکہ وحی (قرآن و سنت) میں تضاد نہیں ہوتا۔

🕯️ قرآن سے دلیل فہم کا فرق اور اجتہاد کی گنجائش 🕯️

قرآن مجید میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا واقعہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ دو جلیل القدر انبیاء کا ایک ہی معاملے میں فہم (فقہ) مختلف ہو سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کے فہم کو احترام کی نظر سے دیکھا۔

قرآنی آیت 🕯️ :

❀وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ
إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ
شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا

حُکمًا وَعِلمًا... ❁

ترجمہ:- اور داؤد اور سلیمان (کو یاد کرو) جب وہ کھیتی کے معاملے میں فیصلہ کر رہے تھے جب کچھ لوگوں کی بکریاں اس میں رات کو چر گئیں، اور ہم ان کے فیصلے کو دیکھ رہے تھے۔ ہم نے اس کا صحیح فیصلہ (**سلیمان کو**) سمجھا دیا تھا، اور ہم نے دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا تھا۔

(سورۃ الانبیاء: 78-79)

نکتہ:

یہاں اللہ نے دونوں انبیاء کو **علم اور حکمت** دینے کے باوجود ایک کے فہم کو دوسرے پر فضیلت دی، جس سے ثابت ہوا کہ فقہ (فہم) انسانی کاوش کا نام ہے،

جو ہمیشہ وحی کے تابع رہتی ہے۔

فقہ کے ذریعہ ہونے کا ثبوت:

فقہ کو اسلام سمجھنے کا ذریعہ ماننے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

تبدیلیِ احوال:

زمانے کے ساتھ حالات بدلتے ہیں، فقہ ان بدلتے حالات میں وحی کی روشنی میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

انسانی کاوش:

فقہ میں فقہاء کی محنت شامل ہے، اس لیے کسی ایک فقیہ کی رائے کو **عین اسلام** کہنا غلط ہے۔ فقہاء خود بھی کہتے تھے کہ **ہمارا قول اگر حدیث کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔**

وسعت:

اسلام کا دائرہ کار وسیع ہے، فقہ نے اس وسعت کو منظم قواعد (اصولِ فقہ) میں سمویا ہے تاکہ عام انسان شریعت پر عمل کر سکے۔

حاصل کلام:

اسلام اللہ کا نازل کردہ قانون ہے۔

فقہ اس قانون کو سمجھنے، اس کے مقاصد کو جاننے اور عملی زندگی میں نافذ کرنے کا ایک علمی و تحقیقی راستہ ہے۔

🕯️ فقہ کے کام کا طریقہ کار کیا ہے 🕯️

فقہ کے کام کا طریقہ کار کیا ہے؟

فقہ کا کام کرنے کا طریقہ کار انتہائی منظم اور منطقی ہے۔

فقہاء کرام نے قرآن اور سنت سے احکام اخذ کرنے کے لیے جو اصول مرتب کیے ہیں، انہیں **اصولِ فقہ** کہا جاتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہر نیا پیش آنے والا واقعہ شریعت کے مزاج اور منشا کے مطابق حل کیا جائے۔

فقہ کا طریقہ کار (مراحل) 📜

فقہ کسی مسئلے کو حل کرنے کے لیے درج ذیل ترتیب وار مراحل اختیار کرتی ہے:

قرآنِ کریم کی طرف رجوع:

سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کیا اس مسئلے کا واضح حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ اگر نصِ قطعی (واضح حکم) مل جائے تو اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

سنتِ نبویہ کی تلاش:

اگر قرآن میں براہِ راست حکم نہ ملے یا مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور عملی سیرت کو دیکھا جاتا ہے۔

اجماعِ امت:

اگر قرآن و حدیث میں کوئی نص نہ ہو، تو دیکھا جاتا ہے کہ امت کے جلیل القدر صحابہ کرام نے اس مسئلے پر کیا عمل کیا ہے۔

قیاس:

اگر اوپر والے تینوں ذرائع میں حکم نہ ملے تو فقیہ اس مسئلے کا موازنہ قرآن و سنت کے کسی ایسے بنیادی

اصول یا حکم سے کرتا ہے جس کی علت (وجہ) وہی ہو جو نئے پیش آنے والے مسئلے میں ہے۔

دو حقیقی مثالیں:

مثالِ اول: منشیات (نئے دور کا مسئلہ)

مسئلہ: آج کل مختلف اقسام کے نشہ آور کیمیکلز (جیسے ہیروئن، آئس وغیرہ) کا استعمال عام ہے۔ قرآن و حدیث میں ان کے نام موجود نہیں ہیں.

طریقہ کار: فقہاء نے اس کا حکم کیسے نکالا؟

قرآن میں شراب کے بارے میں حکم ہے:

قرآنی آیت:

❁يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَا

وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۞

ترجمہ: اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک اور شیطانی (کام) ہیں، سو، ان (کاموں) سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر: 90)

حدیث میں اصول ہے:

حدیث مبارکہ:

۞ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ۞

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(سنن ابی داؤد: حدیث نمبر 3679 کتاب الأشربة)➢

قیاس:◯—

فقہاء نے دیکھا کہ شراب میں **'نشہ'** اور **'عقل کو زائل کرنا'** علت (بنیادی وجہ) ہے۔ لہذا، ہر وہ چیز جس میں نشہ ہو اور انسانی عقل کو معطل کرے، وہ اسی اصول کے تحت حرام ہوگی۔

مثال دوم: بینکنگ اور کارڈز کے ذریعے ادائیگی:

مسئلہ: قدیم فقہ میں کرنسی صرف سونا اور چاندی تھی۔ آج کل پلاسٹک کارڈ یا ڈیجیٹل نمبروں کی صورت میں رقم منتقل ہوتی ہے۔ کیا یہ بھی اسی طرح ہے جیسے نقد رقم کا لین دین؟

طریقہ کار:◯—

فقہاء نے دیکھا کہ تجارت کے بنیادی اصول میں "**مالیت**" اور "**قبضہ**"(Possession) اہم ہیں۔

استنباط: فقہاء نے اس ڈیجیٹل انتقال کو "**حکمی قبضہ**" (Constructive Possession) قرار دیا۔ انہوں نے یہ اصول طے کیا کہ اگر ڈیجیٹل سسٹم میں رقم ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جائے، تو شرعی اعتبار سے اسے رقم کی ادائیگی ہی سمجھا جائے گا۔ اس طرح تجارت کے قدیم اصولوں کو جدید ڈیجیٹل دور پر منطبق کیا گیا۔

حاصلِ کلام:

فقہ کا کام کرنے کا طریقہ صرف اپنی مرضی سے رائے قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ "**نصوص**" (قرآن و حدیث)

کے دائرے میں رہتے ہوئے انسانی زندگی کے بدلتے ہوئے مسائل کے لیے اللہ کی مرضی کو تلاش کرنا ہے۔

یہ اللہ کے قانون کو زمین پر جاری رکھنے کی ایک علمی اور دیانتدارا کوشش ہے۔

نوٹ:

مگر یاد رہے کہ اصول فقہ مسئلہ کو حل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔اور پورے اسلام پر ان کا اطلاق نہیں ہوتا، جہاں ضرورت ہو وہاں یہ اصول استعمال ہو گا۔اور یہ اصول اسلام کے بنیادی عقائد پر بھی کام نہیں کرتا:

مثلاً:

ایک شخص جو مسلم تھا اعلانیہ یا مبہم انداز میں کسی قرآنی آیت کا تمسخر اڑانے میں مشغول رہے تو اسلام کے مطابق وہ شخص اگر ہوش و حواس میں ہے تو اس پر کفر

کا فتویٰ فوراً، لاگو ہو جائے گا۔ یہاں کسی عالم کے فتویٰ دینے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔

دوسری طرف:

اگر یہ شخص ہوش و حواس میں نہیں تو پھر اس پر اصول فقہ کے مطابق کفر لازم نہیں ہو گا۔

اور اس کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے۔

حدیثِ مبارکہ: 🕯️

❀ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ ❀

🪶 ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم

ﷺ نے فرمایا: تین شخصوں سے (شرعی احکام کا) قلم اٹھالیا گیا ہے: سوئے ہوئے شخص سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے، اور مجنون (پاگل) سے یہاں تک کہ وہ عقل وہوش میں آجائے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب فی المجنون یسرق او یصیب حداً، حدیث نمبر: 4403)➢

فقہی وضاحت:—

اس حدیث کی روشنی میں فقہاء نے یہ اصول وضع کیا ہے کہ شریعت میں "**تکلیف**" (احکام کا لازم ہونا) کے لیے دو **چیزیں بنیادی شرط ہیں:**

عقل: انسان کا ہوش وحواس میں ہونا۔

بلوغ: انسان کا شعور کی اس حد تک پہنچنا جہاں وہ درست اور غلط میں فرق کر سکے۔

وضاحت:—

مجنون (پاگل): جب تک انسان ذہنی توازن کھوئے ہوئے ہو، اس پر کوئی شرعی جرم یا گناہ لاگو نہیں ہوتا۔

بے ہوش (مغمی علیہ): اگر کوئی شخص بیماری یا کسی حادثے کی وجہ سے عارضی طور پر بے ہوش ہو جائے، تو فقہاء اسے بھی اسی اصول (مجنون) پر قیاس کرتے ہیں، کیونکہ بے ہوشی کی حالت میں انسان کا اختیار ختم ہو جاتا ہے، اور شریعت میں جہاں اختیار نہیں، وہاں مواخذہ بھی نہیں۔

مخلوط ہوش (ذہنی خلل): جس شخص کے ہوش و حواس

درست نہ ہوں یا وہ عقل کے لحاظ سے پسماندہ ہو، اس پر بھی وہی حکم لاگو ہوگا جو ایک نابالغ یا مجنون پر ہوتا ہے۔

یہ قانون اسلام کی رحمت اور عدل کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان سے اس کی صلاحیت سے بڑھ کر مطالبہ نہیں کرتا۔

فقہی احکام کب لاگو ہوتے ہیں؟

شرعی احکام اس وقت لاگو ہوتے ہیں جب انسان میں تین بنیادی صفات موجود ہوں:

بلوغ: یعنی انسان جسمانی اور ذہنی طور پر پختگی کی عمر کو پہنچ جائے۔

عقل: انسان کا اپنے حواس پر قابو ہو اور وہ اچھے اور برے کی تمیز کر سکے۔

اختیار: انسان کسی جبر یا دباؤ کے بغیر اپنے ارادے سے عمل کرے۔

قرآنِ کریم میں اس کی جانب اشارہ:

❁لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا❁

ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

(سورۃ البقرۃ: 286)➢

فقہی احکام کن حالات میں لاگو نہیں ہوں گے؟

فقہی احکام ان حالات میں لاگو نہیں ہوتے جن میں انسانی عقل یا اختیار سلب ہو جائے۔ اس کے لیے مشہور فقہی اصول **رفعِ قلم** (قلم اٹھا لیا جانا) استعمال ہوتا ہے۔

احکام لاگو نہ ہونے کی بنیادی صورتیں:۞—

بچپن: نابالغ بچے پر عبادات اور حدود کے شرعی احکام اس طرح لازم نہیں جس طرح بالغ پر ہیں۔

پاگل پن (جنون): جس کا ذہنی توازن درست نہ ہو، اس پر شریعت کا کوئی مواخذہ نہیں۔

نینداور بے ہوشی: جب تک انسان خواب غفلت یا بے ہوشی میں ہے، اس سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔

اکراہ (زبردستی): اگر کسی کو قتل کی دھمکی دے کر کفر یا کوئی گناہ کرایا جائے، تو اس حالت میں اس پر شرعی حد لاگو نہیں ہوتی۔

خلاصہ اور ایک اہم نکتہ:۞

فقہی احکام کا اطلاق **"ارادے اور اختیار"** سے مشروط ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی مرضی اور ہوش و حواس میں ہے تو وہ **"مکلف"** ہے، اس پر تمام فقہی احکام لاگو ہوں گے۔ اگر کوئی شخص عارضی طور پر اپنی عقل یا اختیار کھو بیٹھے۔ (جیسے شدید نشہ جو بیماری کے علاج میں ہو، یا بے ہوشی، یا شدید مجبوری)، تو اس وقت تک اس پر وہ احکام معطل رہیں گے جب تک وہ اپنی اصل حالت پر واپس نہ آجائے۔

ایک اہم فرق:

عبادات (جیسے نماز) اور معاملات (جیسے مالی حقوق) میں فرق ہے۔ اگر کسی پاگل نے کسی کا مال ضائع کیا تو اس کا ضمان (جرمانہ) تو دینا ہوگا (کیونکہ یہ مالی حق ہے)، لیکن اس پر گناہ یا سزا (حد) لاگو نہیں ہوگی، کیونکہ وہ مکلف

نہیں تھا۔ جب کسی شخص پر عقل یا ہوش نہ ہونے کی وجہ سے شرعی احکام (جیسے نماز، روزہ، یا سزا) لاگو نہیں ہوتے، تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس کے کیے ہوئے کاموں کے اثرات بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ فقہِ اسلامی میں **عبادات** اور لمعاملات (**حقوق العباد**) کے درمیان فرق کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. عبادات (نماز، روزہ، حج):

اگر کوئی شخص پاگل ہو یا بے ہوش رہے، تو اس دوران اس کی چھوٹی ہوئی نمازیں یا روزے اس پر لازم نہیں ہیں۔

دلیل: حدیثِ **"رفع القلم"** کے مطابق، جب تک وہ

ہوش میں نہیں آتا، اس پر قلم اٹھا لیا گیا ہے، اس لیے وہ ان عبادات کا پابند نہیں ہے۔ اسے ان کی قضا بھی نہیں کرنی پڑے گی۔

2. معاملات اور حقوق العباد (مالی حقوق):

یہاں فقہ کا قاعدہ مختلف ہے۔ اسلام میں حقوق العباد (دوسروں کے حقوق) کی بہت اہمیت ہے۔ اگر کسی مجنون (پاگل) یا بے ہوش شخص سے کسی دوسرے کا مالی نقصان ہو جائے، تو اگرچہ وہ گناہگار نہیں ہو گا، لیکن مالی نقصان کی تلافی (ضمان) کرنا اس پر لازم ہو گا۔

اس کی فقہی بنیاد:—

فقہاء کا اصول ہے: انَّ السَّفَهَ وَالْجُنُونَ لَا يَمْنَعُ ضَمَانَ الْأَمْوَالِ۔

(یعنی بیوقوفی یا پاگل پن مالی تاوان یا ضمان کو نہیں روکتا۔)

مثالیں:

مالی نقصان: اگر ایک پاگل شخص نے کسی کی دکان کا شیشہ توڑ دیا یا کسی کی گاڑی کو نقصان پہنچایا، تو اس سے گناہ (شرعی سزا/حد) تو نہیں لیا جائے گا، لیکن اس کے اپنے مال میں سے اس نقصان کا ہرجانہ ادا کیا جائے گا۔ یہ اس لیے ہے کہ کسی دوسرے کا حق ضائع نہ ہو۔

قرض: اگر کسی شخص نے ہوش میں ہوتے ہوئے قرض لیا تھا، پھر وہ پاگل یا شدید بیمار/بے ہوش ہو گیا، تو اس کا یہ قرض معاف نہیں ہو گا۔ اس کے اثاثوں (اگر ہیں) میں سے اس قرض کی ادائیگی کی جائے گی۔

خلاصہِ قانون:

اسلامی قانون میں دو طرح کی ذمہ داریاں ہیں:

ذاتی ذمہ داری:

(گناہ اور سزا): یہ عقل اور ہوش سے مشروط ہے۔ اگر عقل نہیں، تو یہ ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔ (مثال: نماز، روزہ، حدِ چوری)

مالی ذمہ داری (حقوق العباد):

یہ عقل سے نہیں، بلکہ **ملکیت** سے مشروط ہے۔ اگر کسی کا حق ضائع ہوا ہے تو اس کی تلافی اس کے مال سے ہو گی، چاہے وہ پاگل ہی کیوں نہ ہو۔ یہ قانونِ عدل کا ایک عظیم شاہکار ہے کہ ایک طرف تو پاگل شخص پر سختی نہیں کی جاتی (رحمت)، اور دوسری طرف اس کے عمل سے کسی دوسرے بے گناہ کا نقصان بھی

نہیں ہونے دیا جاتا۔ (عدل)۔

❖

سوال: اب اگر ایک شخص پاگل ہے یا کوما میں ہے یا مخلوط ہوش ہے اور اس کا کوئی مال و دولت و ثروت نہیں اور نہ ہی گھر بار، اور نہ ہی کوئی دیکھ بھال کرنے والا تو اس صورت میں حقوق العباد کی ادائیگی کیسے ہوگی اس پر کیا حکم صادر کیا جاتا ہے اگر اس سے کسی شخص کو جانی یا مالی نقصان پہنچتا ہے تو؟

جواب:

ایسی انتہائی نازک صورتحال میں جب انسان اپنی ذات کے لیے بھی بے بس ہو اور کوئی مالی وسائل یا سہارا بھی نہ ہو، اسلام کا فقہی نظام نہایت رحم دل اور انسانیت پر مبنی ہے۔ اس صورت میں حقوق العباد کی ادائیگی کے

حوالے سے درج ذیل اصول لاگو ہوتے ہیں:

1. ذمہ داری کا ساقط ہو جانا (عدمِ استطاعت):

شریعتِ اسلامیہ کا بنیادی اصول ہے کہ لا تکلیف الا بوسعھ (کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا)۔ اگر ایک شخص کے پاس مال و دولت نہیں ہے، تو وہ مالی حقوق (جیسے کسی کا ہرجانہ ادا کرنا یا قرض چکانا) ادا کرنے کا مکلف ہی نہیں ہے۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

❀لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا❀

ترجمہ: اللہ کسی شخص پر اس کی دی ہوئی (استطاعت)

سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

(سورۃ الطلاق: 7)➢

لہذا، اگر کسی کے پاس ادا کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے،
تو اس پر کوئی مالی بوجھ یا گناہ نہیں ہے۔

2. ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری (بیت المال):

اسلامی نظامِ حکومت میں، جب کسی فرد کا کوئی ولی
(سرپرست) نہ ہو اور وہ لاوارث یا محتاج ہو، تو اس
کی ذمہ داری **ریاست** (بیت المال) پر عائد ہوتی ہے۔

ریاست کا کردار:

فقہاء کی اصطلاح میں الإِمَامُ ضَامِنُ مَنْ لَا ضَامِنَ
لَهُ۔

(حکمران اس شخص کا ضامن ہے جس کا کوئی ضامن نہیں)۔

اگر ایسے شخص نے کسی کا مالی نقصان کیا ہے اور وہ خود ادا کرنے کے قابل نہیں ہے، تو اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ بیت المال سے اس کا تاوان ادا کرے تاکہ مظلوم کا حق بھی ضائع نہ ہو اور اس بے بس انسان پر بھی بوجھ نہ پڑے۔

3. معاشرے کا اجتماعی فرض (فرضِ کفایہ)

اگر ریاست کا نظام فعال نہ ہو، تو یہ پورے معاشرے (اہلِ محلہ یا مسلمانوں) پر **فرضِ کفایہ** بن جاتا ہے کہ وہ اس شخص کی دیکھ بھال کریں۔ اسے تنہا اور لاوارث چھوڑ دینا گناہِ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے 📜

❀عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ❀

ترجمہ: جس نے کسی مومن کی دنیاوی تکلیف دور کی، اللہ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف دور فرمائے گا۔

(سنن ابی داؤد: حدیث نمبر 4946 کتاب الأدب، باب في معو المسلم))➢

4.عدلِ الٰہی کا فیصلہ:

آخرت کے معاملات میں، اللہ تعالیٰ اس شخص کی نیت اور اس کی بے بسی کو جانتا ہے۔ اگر اس نے زندگی میں کسی کا حق مارا تھا مگر وہ ادا کرنے کے قابل نہ تھا، تو احادیث سے

پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنی رحمت سے اس مظلوم کو راضی کر دے گا جس کا حق ادا نہیں ہو سکا۔

خلاصہ یہ کہ:

ایسے شخص پر دنیا میں کوئی قانونی یا مالی دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس کی دیکھ بھال اور اس کے ذمے حقوق (اگر ممکن ہوں) کی ادائیگی معاشرے اور ریاست کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اگر کوئی بھی اس کا پرسانِ حال نہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی مجبوری اور بے بسی کو دیکھ کر اس کا محاسبہ نہیں فرمائے گا۔ اسلام ایسے شخص کو بوجھ نہیں بلکہ **امانت** سمجھتا ہے، جس کی دیکھ بھال کرنا معاشرے کے ہر صاحبِ استطاعت فرد کا دینی فریضہ ہے۔

فقہاء کرام کے بارے میں اسلامی احکام

کیا چاروں ائمہ کرام معصوم ہیں؟

یہ ایک نہایت اہم علمی مسئلہ ہے۔ اسلام میں **عصمت** کا مقام اور فقہاء کی حیثیت کو سمجھنا ایمان کا حصہ ہے۔

معصوم کی تعریف:

اصطلاحِ شرع میں ° **معصوم** ° اسے کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے گناہوں، لغزشوں اور خطا سے **محفوظ** رکھا ہو۔

عصمت کا یہ مقام صرف انبیاء و مرسلین کے لیے خاص ہے۔

نبی کی تعریف یہ ہے کہ وہ تبلیغِ دین میں کبھی غلطی نہیں کرتے اور اللہ کی حفاظت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں ائمہ کی غیر معصومیت:

قرآنِ مجید کی دلیل:

قرآن مجید میں صرف انبیاء کی حفاظت اور گناہوں سے دوری کا ذکر ہے۔عام انسانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

❀ وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ❀

ترجمہ: اور میں اپنے نفس کی پاکی بیان نہیں کرتا، کیونکہ نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے، مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔

(سورۃ یوسف: 53)📜

حدیثِ مبارکہ کی دلیل:📖

نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ خطائیں انسان کی فطرت ہیں، سوائے انبیاء کے:

❀عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ ابْنِ آدَمَ خَطَّاءٌ، وَ خَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ❀

⚜️ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ابنِ آدم خطا کار ہے، اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔⚜️

(جامع ترمذی، حدیث نمبر: 2499، صعیف و صحیح)⚜️

یہ حدیث عام ہے جس میں ائمہ، صحابہ (سوائے انبیاء) سب شامل ہیں، کیونکہ کسی بھی انسان کے لیے خطا سے مکمل محفوظ ہونا ممکن نہیں ہے۔

⚜️چاروں ائمہ کرام، ان کے مسالک اور ان کے اقوال⚜️

چاروں ائمہ نے خود بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ وہ معصوم نہیں ہیں اور ان کے اقوال کو حتمی نہیں مانا جانا چاہیے۔ اگر وہ حدیث کے خلاف ہوں۔

مسلک: حنفی 🕌

بانی: امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ

قول: جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔

(حاشیہ ابن عابدین)

مسلک: مالکی 🕌

بانی: امام مالک بن انس رحمہ اللہ

قول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا، ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی۔

(جامع بیان العلم)

مسلک: شافعی 🕌

بانی: محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ

قول: جب تم میری کسی بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث کے خلاف دیکھو، تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر دے مارو۔

(مجموع الفتاویٰ)

مسلک: حنبلی 🕌

بانی: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

قول: نہ میری تقلید کرو، نہ مالک کی، نہ شافعی کی، نہ اوزاعی کی، اور نہ ثوری کی، جہاں سے علم (قرآن وسنت) ملے، وہاں سے لو۔

(اعلام الموقعین)

مگر صد افسوس! 💔

🕯️ دیوبندی بھائی!

کہ آج جب صحیح احادیث کا مکمل ذخیرہ موجود ہے مگر ہمارے حنفی دیوبندی بھائی شدت پر اتر آتے ہیں اور صحیح حدیث کو بھی ترجیح نہیں دیتے اپنے امام کے

فقہی مسائل پر۔ یہ شدت پسندی **برہمن ذہنیت** کی عکاسی کرتی ہے نا کہ اسلام کی۔

🕯️ اہل حدیث بھائی!

اسی طرح ہمارے **اہل حدیث** بھائی طلاق کی بات پر شدت پر اتر آتے ہیں جبکہ صحیح احادیث ان کے قول کی نفی کرتی ہیں یہ بھی **برہمن** سوچ کی عکاسی ہے۔

🔥 بریلوی حضرات!

رہے ہمارے بریلوی بھائی تو وہ تو مکمل طور ہندو دھرم کے پیروکار ہیں اور یہ بات ہم اول صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ ہندؤ دھرم کن اصولوں پر اور رسم ورواج پر قائم ہے یہ بھائی مکمل طور پر ہندو دھرم کو اپنائے ہوئے ہیں جس بریلوی بھائی کو اس بات پر اعتراض ہے وہ اپنے عقائد

ان ہندو دھرم کے عقائد سے موازنہ کر کہ خود ہی فیصلہ کرے کہ کیا وہ اسلام پر ہے، یا ہندو دھرم پر؟

عوام کو کیا کرنا چاہیے؟🌍

عوام کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے شدت پسند ملاوں کو بلاک کر دیں اور قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر خود پڑھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و بارک وسلم کی احادیث مبارکہ خود پڑھیں اور دین حق پر عمل کریں، بجائے ان شدت پسند ملاوں کی باتوں کے۔اور یہ بات ہمیں خود سے نہیں کہہ رہے بلکہ حدیث مبارکہ فرماتی ہے:

حدیثِ مبارکہ 🕌

🕯️ ❀ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: "نَعَمْ"، قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ"، قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: "قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ"، قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: "نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا"، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: "هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا"، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: "تَلْزَمُ

جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ "، قُلْتُ:
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟
قَالَ: "فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ
أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِ
كَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ ❀

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے، انہوں نے کہا: لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر (نیکی)
کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شر (برا
اور فتنوں) کے بارے میں پوچھتا تھا، اس ڈر سے کہ
کہیں وہ مجھ تک نہ پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ
کے رسول! ہم جاہلیت اور برائی میں تھے، پھر اللہ یہ خیر (اسلام)
لے آیا، کیا اس خیر کے بعد کوئی شر بھی ہو گا؟
آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے عرض کیا: کیا
اس شر کے بعد پھر کوئی خیر ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں، لیکن اس میں دھواں (یعنی کچھ خرابی) ہوگا۔"
میں نے پوچھا: اس کا دھواں کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے
فرمایا: "ایسے لوگ ہوں گے جو میری ہدایت کے سوا
(دوسری) ہدایت کی طرف چلیں گے، تم ان میں کچھ
کاموں کو اچھا سمجھو گے اور کچھ کو برا۔" میں نے عرض
کیا: کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہوگا؟ آپ ﷺ ن
ے فرمایا: "ہاں، جہنم کے دروازوں پر بلانے والے
(داعی) ہوں گے، جو ان کی بات مانے گا وہ اسے جہنم
میں پھینک دیں گے۔" میں نے عرض کیا: اے اللہ
کے رسول! ان کی کچھ نشانیاں ہمیں بتائیں۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: "وہ ہماری ہی قوم (نسل) سے ہوں
گے اور ہماری ہی زبان میں بات کریں گے۔" میں
نے عرض کیا: اگر میں نے اس وقت کو پالیا تو آپ
مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "

مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ جڑے رہنا۔" میں نے عرض کیا: اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ہی کوئی امام (متفقہ حکمران) ہو (یعنی ہر طرف فتنے اور انتشار ہو)؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تو تم ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا، چاہے تمہیں (جنگل میں) کسی درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑ کر (ہی) کیوں نہ رہنا پڑے، یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے اور تم اسی حالت پر قائم رہو۔ 🕯️

(صحیح بخاری: کتاب الفتن ، باب كيف الأمر إذا لم تكن جماعة ، حديث نمبر: 7084) 📜

حدیث کی اہم نکات 📑

فتنوں سے بچاؤ: 🎃

🪶جب معاشرے میں اتنے فتنے ہوں کہ حق و باطل

کی

تمیز نہ رہے، تو انسان کو غیر جانبدار رہ کر اپنے ایمان کی

حفاظت کرنی چاہیے۔

🪶درخت کی جڑ🪾

یہ کنایہ ہے انتہائی صبر، قناعت اور تنہائی کا، یعنی فتنہ پرور گروہ ول

کے ساتھ شامل ہو کر اپنا ایمان برباد کرنے سے

بہتر ہے کہ انسان تنہا اپنی جان اور ایمان بچائے۔

🪶امام و جماعت کی اہمیت🫂

جب تک مسلمانوں کی متفقہ قیادت اور اتحاد موجود ہو، اس

کے ساتھ رہنا ہی اصل حکم ہے، لیکن انتشار کے دور میں

الگ تھلگ رہنا ایمان بچانے کا ذریعہ ہے۔

🪶یہ حدیث اس بات کا درس دیتی ہے کہ اسلام میں

ایمان کی سلامتی سب سے بڑی ترجیح ہے، اور جب

حالات بہت زیادہ بگڑ جائیں تو گوشہ نشینی اختیار کرنا بھی ایک شرعی راستہ ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔

ہمارے دیوبندی بھائیوں کی حالت یہ ہے کہ وہ **ائمہ اربعہ کو معصوم** سمجھ بیٹھے ہیں اس لیے صحیح احادیث کو بھی ترجیح نہیں دیتے جو کہ ایک بھیانک عمل ہے کیونکہ اس بات سے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر **ائمہ اربعہ** کی بات کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے امام کو **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم** سے بھی، افضل سمجھ بیٹھے ہیں۔ (نعوذ باللہ)۔

اور ان کے اس عقیدے سے دوسری جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت **معصوم** ہیں

اس لیے بلا چوں چرا ان کی تقلید کی جائے اگرچہ ان کے قول کے سامنے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ہی کیوں نا ہو۔

یہ حال ہے ہمارے دیوبندی بھائیوں کا اور تقلید میں اس قدر کھو گے ہیں کہ وہ شخصیت پسندی پر جم گے ہیں۔

ہم بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عزت واحترام کرتے ہیں مگر شدت اور غلو نہیں کرتے۔

اور ہمارے یہی حال ہمارے اہل حدیث بھائیوں کا ہے۔

وہ اپنی مرضی کی احادیث اور اپنی مرضی کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال وافعال کو حجت مانتے ہیں جہاں ان کا اپنا فائدہ ہو، خواہ ان کے اس عمل سے اسلام کا کتنا ہی بڑا نقصان کیوں نہ ہو رہا ہو۔ جیسا کہ

طلاق کے معاملے پر وہ احادیث اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کو تسلیم کیے بغیر ہی **بیوی حلال ہے** کا فتویٰ جاری کر رہے ہیں, جو معاشرے میں کھلے عام زنا کی اجازت فراہم کرنے کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ کمال یہ ہے کہ ان کو یہ احساس ہی نہیں کہ جن احادیث کو یہ آج اپنی سند کے طور پر پیش کرتے ہیں وہ احادیث صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے پہلے جانتے اور سمجھتے تھے کیونکہ وہ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے درس لیتے تھے، مگر یہ بھائی اپنی شدت پسندی اور غلو میں, مقام احادیث اور مقام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دونوں ہی بھول گئے ہیں۔

🧠 اللہ رب العزت عقل کے سلب ہو جانے سے اور

ایمان کے چھن جانے سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

آمین۔

نوٹ:

دیوبندی بھائی اس بات کو خوب سراہتے ہیں اجتہادی غلطی اور اجر کا دوہرا، اجر والی بات پر تو سوال یہ کہ اجر تو امام رحمہ اللہ کو ملے گا آپ کو حدیث سے تعصب کر کہ کیا ملا؟

اجتہادی غلطی اور اجر کا اصول:

اسلام میں اجتہاد ایک انتہائی اہم علمی عمل ہے جس کا مقصد شریعہ کے اصولوں کی روشنی میں نئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنا ہے۔ذیل میں آپ کے مطلوبہ نکات کی تفصیل درج ہے:

🛡️ اجتہاد کی تعریف:◌

اجتہاد کا لغوی معنی ہے: کسی کام کے کرنے میں اپنی پوری قوت اور کوشش صرف کر دینا۔

🛡️ اصطلاحِ شرع میں اجتہاد کا مطلب ہے:

کسی مجتہد (اسلامی قانون کے ماہر) کا شرعی دلائل (قرآن و سنت
سے احکامِ شرعیہ کو استنباط کرنے (نکالنے) کے لیے
اپنی بھرپور علمی صلاحیتیں اور کوشش صرف کرنا۔

قرآنی آیت:◌

🕯️ ❀وَاِذَا جَآءَهُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا بِهٖ‌ وَلَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَاِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۢبِطُوۡنَهٗ مِنۡهُمۡ❀ 🕯️

🕯️ **ترجمہ:** اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی

بات آتی ہے تو وہ اسے مشہور کر دیتے ہیں، اور اگر وہ اسے رسول اور اپنے حکام (اہلِ حل و عقد) تک پہنچاتے تو تحقیق کر لیتے اس سے وہ لوگ جو ان میں سے استنباط (اجتہاد) کرنے والے ہیں۔ 🕯️

(سورۃ النساء، آیت 83) 📜

🛡️ **وضاحت:** اس آیت میں ° **استنباط** ° کرنے والوں کا ذکر ہے، جو اجتہاد کی قرآنی دلیل ہے۔

احادیثِ مبارکہ 🕌

حدیث: 📜

🕯️ ❀ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ

ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ ❀

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "

جب حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے پھر وہ درست فیصلہ

کرلے تو اسے دو اجر ملتے ہیں، اور جب وہ فیصلہ کرے اور

اجتہاد کرے پھر اس سے غلطی ہو جائے تو اسے ایک اجر

ملتا ہے۔ 🕯️

(صحیح بخاری: 7352، کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ) ➢

حدیث 📜

🕯️❀ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ ، لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ

، فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا ،
وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا ،
وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا
مِنْهَا ، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ ، وَأْتِ الَّذِي هُوَ
خَيْرٌ۔ ❀

🕯️ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے
عبدالرحمن بن سمرہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی
درخواست نہ کرنا کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد
ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھا لے گا، تو جان،
تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے مل گیا
تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے
گی اور جب تم کوئی قسم کھالو اور اس کے سوا کسی اور چیز
میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو
جو بھلائی کا ہو۔ 🕯️

(صحیح بخاری حدیث نمبر:6622)📜

🥀اجتہادی غلطی کیا ہوتی ہے؟

اجتہادی غلطی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنی مرضی سے دین میں کوئی نیا قانون گھڑ لے۔اجتہادی غلطی اس وقت ہوتی ہے جب ایک اہل شخص (**مجتہد**) تمام شرعی دلائل کو سامنے رکھ کر، پوری دیانتداری اور علمی صلاحیت کے ساتھ حق تک پہنچنے کی کوشش کرے، لیکن انسانی خطا یا کسی دقیق نکتے کے پوشیدہ رہ جانے کی وجہ سے وہ درست نتیجے تک نہ پہنچ پائے۔اسے "**خطائے اجتہادی**" کہتے ہیں، جو کہ گناہ نہیں بلکہ ایک علمی لغزش ہے۔

💐دوہرا اجر کیوں ملتا ہے؟:

مجتہد کو اجر اس کی محنت اور کوشش پر ملتا ہے، نہ کہ نتیجے پر۔

🪻 ایک اجر:○

اس کی اس محنت اور دیانتداری کا ہے جو اس نے اللہ کے حکم کو تلاش کرنے میں صرف کی۔

🌾 دوسرا اجر:○

اگر وہ حق کو پالے تو یہ اس کے درست علمی استنباط کا اضافی اجر ہے۔

🌵 اگر غلطی ہو جائے:○

تب بھی اسے ایک اجر اس کی انتھک علمی کوشش اور نیتِ خیر کا ملتا ہے، کیونکہ اس نے اپنی بساط بھر کوشش کی تھی، اور اسلام میں نیتِ خیر اور کوشش کو ضائع نہیں کیا جاتا۔

❋✿❋

اصل بنیاد قرآن اور صحیح سنت ہیں

دینِ اسلام کی اصل بنیاد

قرآن اور صحیح سنت:

دینِ اسلام کی پوری عمارت جن دو ستونوں پر کھڑی ہے، وہ قرآنِ مجید اور سنتِ نبویؐ ہیں۔ یہ دونوں نہ صرف ہدایت کا سرچشمہ ہیں بلکہ ہر مسلمان کے عقائد، عبادات، اخلاقیات اور معاملات کا واحد

حتمی ماخذ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اپنا کلام بنا کر نازل کیا اور نبی کریم ﷺ کو اس کی عملی تفسیر و تشریح کے لیے مبعوث فرمایا۔ ان دونوں کے بغیر دین کی تعبیر و تشریح ممکن نہیں۔

🕯️ قرآنِ مجید کی آیاتِ مبارکہ 🕯️

اطاعتِ رسول، اطاعتِ الٰہی ہے 🕯️

قرآنی آیت:

🕯️ ❀مَّنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ‌ۚ وَمَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا❀

ترجمہ: جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی، تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے منہ

پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ 🕯️

(سورۃ النساء: 80) 📋

حکمِ الٰہی: اللہ اور اس کے رسول کی اتباع: 🕌

قرآنی آیت: 📜

❁يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا
الرَّسُوۡلَ وَاُولِي الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ‌ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ
فِيۡ شَيۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ
تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّ
اَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا❁

🕯️ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور
رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (حق دار)

حکام کی۔ پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ

اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے

دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ (بہت) بہتر ہے اور انجام

کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ 🕯️

(سورۃ النساء: 59) 📖

رسولِ اکرم ﷺ کی لائی ہوئی ہر چیز کو قبول کرنا 🕌

قرآنی آیت: 📖

❀ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ

عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

الْعِقَابِ❀

🕯️ ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول دیں اسے لے لو

، اور جس سے تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ، اور

اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ 🕯️

(سورۃ الحشر: 7) 📜

نبی کریم ﷺ کا ہر عمل وحی الٰہی ہے 🕌

قرآنی آیت: 🕯️

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴

🕯️ ترجمہ: اور وہ (نبی ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں بولتے، یہ تو صرف وہی ہے جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ 🕯️

(سورۃ النجم: 3-4) 📜

اہلِ ذکر (علماء) سے رجوع کا حکم 🕯️

قرآنی آیت: 📜

❁ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ❁

🕯️ ترجمہ: پس اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (اہلِ علم) سے پوچھ لو۔ 🕯️

(سورۃ النحل: 43) 📜

دین میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی لازم ہے 🕌

قرآنی آیت:

🕯️ ❁لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا❁

ترجمہ: تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو

اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت
زیادہ یاد کرتا ہے۔ 🕯️

(سورۃ الاحزاب: 21)📜

قرآن کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے📜

قرآنی آیت: 🕯️

🕯️ ❁اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ❁

ترجمہ: بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا
ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ 🕯️

(سورۃ الحجر: 9)📜

مستند احادیثِ مبارکہ 🕌

قرآن اور سنت کو تھامے رکھنا 🕯️

حدیث:

🕯️❀ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا

مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ، وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ ❀

ترجمہ:

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبو ط

سے تھامے رکھو گے، کبھی گمراہ نہیں ہو گے: اللہ

کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ 🕯️

(مؤطا امام مالک، کتاب القدر، حدیث: 1661)

سنت کی پیروی نجات کا ذریعہ ہے 📖

حدیث:

🕯️❀ فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى

اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ❀

ترجمہ: تم میں سے جو زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم پر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور داڑھوں سے اس کو تھام لو۔ 🕯️

(سنن ابی داؤد: 4607)

سنت کا انکار کرنے والے پر تنبیہ 🕌

حدیث:

🕯️ ❀لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلَى أَرِيكَتِهِ، يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ

عَنْهُ، فَيَقُولُ: لَا نَدْرِي، مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ❀

ترجمہ: میں کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو، اس کے پاس میرا کوئی حکم پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا منع کیا ہو، تو وہ کہے: ہمیں معلوم نہیں، ہم نے جو اللہ کی کتاب میں پایا بس اسی کی پیروی کی (اور سنت کو چھوڑ دیا)۔ 🕯️

(سنن ابی داؤد: 4605)📜

نبی کریم ﷺ کی اطاعت جنت میں داخلہ ہے 🕌

حدیث:

🕯️❀كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: مَنْ

أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى ❀

ترجمہ: میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں گیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے انکار کیا۔ 🕯️

(صحیح بخاری: 7280)

دین میں نئی چیز ایجاد کرنے کی ممانعت 🕌

حدیث:

🕯️ ❀ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ ❀

ترجمہ: جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی چیز

ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔ 🕯️

(صحیح بخاری: 2697،)

سنت کی پیروی میں ایمان کی تکمیل 🕌

حدیث:

🕯️ ❀عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا، جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے 🕯️

(صحیح بخاری حدیث نمبر 15) 📜

قرآن وحدیث کے پابند رہنا 🕌

حدیث:

🕯️ ❀ فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِي، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ❀

ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرو، اسے داڑھوں سے مضبوطی سے تھام لو، اور دین میں نئے کاموں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ 🕯️

(جامع الترمذی: 2676)

حاصل کلام

اسلامی شریعت کا پورا نظام اسی وحی (**قرآن وسنت**) پر منحصر ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور سنت اس کا عملی نمونہ ہے۔ جو شخص قرآن کو مانتا ہے مگر سنت کو رد کرتا ہے، وہ درحقیقت قرآن ہی کے اس حکم کا باغی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا، ہدایت کا راستہ صرف وہی ہے جو ان دونوں سرچشموں سے سیراب ہوتا ہو۔

✅اصل اسلام کی طرف ہجرت✅

🕯️ اصل اسلام کی طرف واپسی 🕯️

ایک ناگزیر ضرورت:⁔🪶

آج کے پر فتن دور میں جب انسانیت مادہ پرستی، ذہنی انتشار اور اخلاقی پستی کی گہرائیوں میں گر رہی ہے، **"اصل اسلام کی طرف واپسی"** محض ایک جذباتی نعرہ نہیں بلکہ ہماری بقا کا واحد راستہ ہے۔ اصل اسلام سے مراد وہ شفاف چشمہ ہے، جو قرآنِ حکیم کی تعلیمات اور نبی کریم ﷺ کی عملی سنت سے پھوٹتا ہے، جس میں نہ تو دورِ جاہلیت کی خرافات کی ملاوٹ

ہے اور نہ ہی مروجہ فرقہ واریت کی کثافت۔

📜 اصل اسلام کی طرف واپسی کے اہم تقاضے: 📜

قرآنِ مجید سے براہِ راست تعلق:

ہماری اصل بنیاد قرآن ہے۔ واپسی کا پہلا قدم یہ ہے کہ ہم قرآن کو صرف تبرک کے لیے الماریوں میں نہ رکھیں، بلکہ اسے **کتابِ ہدایت** سمجھ کر اس کے مطالب اور مفاہیم پر غور و تدبر کریں۔ قرآن اللہ کا دستورِ حیات ہے، اور جب تک ہم اس کے احکامات کو اپنے معاشرتی، معاشی اور سیاسی معاملات کا مرکز نہیں بنائیں گے، ہم اصل اسلام کی روح سے دور رہیں گے۔

سنتِ نبوی ﷺ کا عملی نمونہ 🕌

سنتِ نبوی ﷺ قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ اصل اسلام کی طرف واپسی کا مطلب ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر شعبے میں عبادات سے لے کر معاملات تک، اور اخلاق سے لے کر حقوق العباد تک نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو معیار بنائیں۔

❁جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ❁

(الحشر: آیت نمبر 07) ،

کا اصول ہماری زندگی کا محور ہونا چاہیے۔

فرقہ واریت سے پاک اسلام:

اصل اسلام وہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کے دور میں تھا، جس میں صرف **مسلمان** ہونے کی پہچان تھی۔ موجودہ دور کی فرقہ

وارانہ دیواریں در حقیقت اصل اسلام کی روح کے منافی ہیں۔ ہمیں گروہی تعصبات سے اوپر اٹھ کر اس دین کی طرف لوٹنا ہوگا جو انسانیت، مساوات، عدل اور اعتدال پر مبنی ہے۔

علم اور تحقیق کا احیاء: 📚

اسلام کی ابتدائی صدیوں میں مسلمان دنیا کی امامت کر رہے تھے کیونکہ وہ علم اور تحقیق کے میدان میں سب سے آگے تھے۔ اصل اسلام کی طرف واپسی کا تقاضا ہے کہ ہم روایت کے ساتھ درایت، اور ایمان کے ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کو اپنائیں تاکہ ہم دوبارہ سے دنیا کے لیے **خیرامت** بن سکیں۔

اخلاقیات اور حقوق العباد کی پاسداری: 🫂

اسلام صرف نماز روزہ کا نام نہیں، بلکہ یہ حقوق العباد کی ادائیگی کا نام ہے۔ ایک مسلمان کی سچائی، امانت، دیانت، پڑوسیوں کے

حقوق، عورتوں کا احترام اور کمزوروں کی مدد ہی اصل اسلام کا عملی چہرہ ہے۔ جب تک ہمارے کردار سے اسلام نہیں جھلکے گا، تب تک دنیا پر ہمارا اثر قائم نہیں ہو سکتا۔

🥀 اختتامیہ 🥀

اصل اسلام کی طرف واپسی ایک مسلسل جدوجہد اور انفرادی واجتماعی اصلاح کا نام ہے۔ یہ واپسی ہم سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ ہم اپنی انا، اپنی خود ساختہ رسومات اور اپنی تنگ نظری کو خیر باد کہہ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کامل اتباع کو اپنا شعار بنائیں۔

یقین جانیں، جب ہم اپنی زندگیوں کو قرآن اور سنت کے مطابق ڈھال لیں گے، تو اللہ کی نصرت اور دنیاوی سرخروئی

خود بخود ہماری دہلیز پر دستک دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اصل اسلام کو سمجھنے، اسے اپنانے اور اس پر استقامت کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امت کے اتحاد کا راستہ

امت کے اتحاد کا راستہ:

ماضی کی شان اور عصرِ حاضر کا تقاضا اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی بنیاد ہی توحید اور اخوت پر رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

مسلمانوں کو ایک **جسدِ واحد** (ایک جسم) قرار دیا ہے۔ ماضی کی سنہری تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان قرآن اور سیرتِ نبوی ﷺ کے مرکز پر متحد رہے، وہ دنیا کی امامت کرتے رہے اور ان کا وقار آسمان کو چھوتا رہا۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم فرقہ واریت، نسلی تعصبات اور گروہی مفادات کی دیواریں گرا کر، قرآن و سنت کی مضبوط رسی کو تھام لیں تاکہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کر سکیں۔

اتحادِ امت پر قرآنی آیات:

اتحادِ امت کا حکم: ⚜️

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ﴾

اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

(سورۃ آلِ عمران: 103)

اختلاف سے اجتناب کی تاکید:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾

اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو تفرقہ میں پڑ گئے اور

واضح دلائل آنے کے بعد آپس میں اختلاف کرنے لگے، انہی

کے لیے بڑا عذاب ہے۔

(سورۃ آلِ عمران: 105)

ایمان کی بنیاد پر اخوت: ⚜

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ❁

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے

درمیان صلح کراؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(سورۃ الحجرات: 10)

دین میں تفرقہ بازی سے ممانعت 🌵

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ❁

بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

(سورۃ الانعام: 159)

اطاعتِ الٰہی میں وحدت: 🕌

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁ وَاَطِيْعُوا اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ❁

اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا (دبدبہ) اکھڑ جائے گی۔

(سورۃ الانفال: 46)

امتِ وسط (اعتدال پسند امت): 💌

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ❁

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک درمیانی (اعتدال پسند) امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول ﷺ تم پر گواہ بنیں۔

(سورة البقرة: 143)

حق کے لیے تعاون کا حکم: 🤝

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ❁ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ❁

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون نہ کرو۔

(سورۃ المائدۃ: 02)

تفرقہ بازوں سے دوری:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

❁ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى
وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ
عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ
مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ❁

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ (طریقہ) مقرر فرمایا جس کا حکم اس نے نوح (علیہ السلام) کو دیا تھا، اور جس کی وحی ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف کی ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو

دیا تھا، (وہ حکم یہ تھا) کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ (پھوٹ) نہ ڈالو۔ مشرکوں پر وہ بات بہت گراں (بھاری) گزرتی ہے جس کی طرف آپ ﷺ انہیں دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے (قرب کے) لیے چن لیتا ہے اور اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو (دل سے اس کی طرف) رجوع کرے۔

(سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر: 13)

مختصر وضاحت: 📋

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ تک تمام انبیاء کرام کا بنیادی دین اور پیغام ایک ہی تھا، اور ان سب کو دو باتوں کا

خاص حکم دیا گیا تھا:

اقامتِ دین: یعنی دین کو اپنی زندگیوں اور معاشرے میں نافذ کرنا۔

عدمِ تفرقہ: یعنی دین کے معاملات میں گروہ بندی اور پھوٹ سے بچنا۔

حاصلِ کلام:

اتحادِ امت کا راستہ جذباتیت سے نہیں، بلکہ قرآن و سنت کی عملی پیروی سے نکلتا ہے۔ ماضی میں ہماری عظمت کا راز یہ تھا کہ ہم اختلافِ رائے کو **تنوع** سمجھتے تھے، نہ کہ **دشمنی**۔

خلفائے راشدین کے دور سے لے کر فاتحینِ اندلس، اور سلاطینِ اسلام تک، جب بھی امت نے توحید کے ایک مرکز پر اکٹھا ہو کر کام کیا، دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہ دے سکی۔

آج عصرِ حاضر میں ہمیں یہ سمجھنا ہو گا۔ کہ اتحاد کا مطلب یہ نہیں کہ سب کے خیالات ایک جیسے ہو جائیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے بنیادی نظریات (قرآن و سنت) پر اتفاق کریں اور فروعی اختلافات کو وسعتِ قلبی کے ساتھ برداشت کریں۔ جب ہم فرقہ واریت کی زنجیریں توڑ کر **'ایک امت'** کے طور پر سوچنا شروع کریں گے، تو ہماری کھوئی ہوئی شان و شوکت اور علمی و معاشی قیادت ایک بار پھر دنیا کی دستک دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپس میں جڑ کر رہنے اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے کوشاں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہی عمل ہی اللہ کے ہاں قابلِ قبول ہے جو اخلاص پر مبنی ہو اور جس میں کوئی تفرقہ نہ ہو۔

❁وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ❁

ترجمہ: اور انہیں (تمام انبیاء کی امتوں کو) اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس حال میں کہ اسی

کے لیے دین کو خالص رکھیں (شرک سے) یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ اور یہی سیدھا (درست) دین ہے۔

(سورۃ البینہ: 05)

حدیثِ مبارکہ: 📜

نبی کریم ﷺ نے دین کی اصل روح اور اتحاد کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❀ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ❀

ترجمہ: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر بیعت کی کہ نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا اور ہر مسلمان

کے ساتھ خیر خواہی (اتحاد و محبت) کروں گا۔

(صحیح بخاری: حدیث نمبر57)

کتاب کا نچوڑ:📖

اس کتاب کا نچوڑ یہی ہے۔ کہ ہماری کامیابی کا دار و مدار اللہ کی بندگی میں اخلاص، دینِ حق پر استقامت، اور امتِ مسلمہ کے ساتھ خیر خواہی و اتحاد میں پنہاں ہے۔ اگر ہم اپنے انفرادی اور اجتماعی معاملات کو ان قرآنی اور نبوی اصولوں پر استوار کر لیں، تو وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور روحانی سکون کو دوبارہ پا لیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین !

اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کروڑوں درود و سلام جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی ذاتِ اقدس پر،

یہ کتاب محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک عاجزانہ کوشش ہے جس کا مقصد حق کی تلاش، انسانیت کی فلاح اور علم کی روشنی کو عام کرنا ہے۔ ہم جس دور میں جی رہے ہیں، وہاں الجھنوں اور فکری انتشار کا غلبہ ہے، ایسے میں قرآنِ مجید اور سیرتِ طیبہ ہی وہ واحد محفوظ پناہ گاہ ہیں جو ہمیں بھٹکنے سے بچا سکتی ہیں۔

اس کتاب کے صفحات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، وہ ان بنیادی اصولوں کا احاطہ کرنے کی ایک کوشش ہے جن پر ہمارے دین اور معاشرتی اقدار کی عمارت کھڑی ہے۔ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کامیابی کا دارومدار صرف کتابیں پڑھنے پر نہیں، بلکہ ان کے پیغام کو اپنی عملی زندگی میں ڈھالنے پر ہے۔

اگر یہ کتاب کسی ایک دل میں بھی ہدایت کی شمع روشن کر سکی یا کسی ایک انسان کی زندگی میں مثبت تبدیلی کا سبب بن سکی، تو میں اسے اپنی محنت کا بہترین صلہ سمجھوں گا۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ میری اس حقیر سی کاوش کو

اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس میں موجود کوتاہیوں سے
درگزر فرمائے اور اسے قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔
آمین۔

اختتامی دعا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

❁ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ،
أَسْتَغْفِرُ اللهَ❁

میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ،
میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہوں جو عظمت والا ہے، اور میں

اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔

اے ہمارے عظیم رب!

ہماری اس حقیر سی کوشش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما۔ اس کتاب کو ہمارے لیے، پڑھنے والوں کے لیے اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔

اے اللہ!

جو حق اس میں بیان کیا گیا ہے، اس پر ہمیں اور امت کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، اور جو کوتاہی ہم سے ہوئی ہے، اسے اپنی رحمتِ بے پایاں سے معاف فرما دے۔

اے پروردگار!

دنیا بھر میں جہاں جہاں بھی تیرے مظلوم بندے، بالخصوص ہمارے مسلمان بھائی بہنیں ظلم و ستم کا شکار ہیں، ان کی غیبی مدد

فرما۔ ان کی جان، مال، عزت اور ایمان کی حفاظت فرما۔ ظالموں کے ظلم کو ان کے اپنے ہی قدموں تلے روند دے اور مظلوموں کو غلبہ اور سرخروئی عطا فرما۔

یا عزیز و یا جبار!

ہماری امتِ مسلمہ کو تفرقہ بازی، فرقہ واریت اور غفلت کی نیند سے بیدار فرما۔ ہمیں ایمان کی وحدت اور قرآن و سنت کی مضبوط رسی کے ساتھ جوڑ دے۔ ہماری صفوں میں اتحاد پیدا فرما اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے الفت اور خیر خواہی کے جذبات پیدا کر دے۔ ہمیں دوبارہ سے وہ وقار عطا فرما جو تیرے دین کی سربلندی کا ضامن ہو۔

اے رب غفور!

ہمیں حق کی راہ پر گامزن رہ کر تیری راہ میں اپنی جان و مال اور وقت کا نذرانہ پیش کرنے کی توفیق دے۔ ہمیں وہ حوصلہ اور جذبہ عطا کر کہ ہم کلمہ حق بلند کرنے میں کسی ملامت کرنے

والے کی ملامت سے نہ ڈریں اور تیرے دین کی سربلندی کے لیے جہادِ فی سبیل اللہ کے ہر محاذ پر ثابت قدم رہیں۔

یاغفورورحیم!

اس امت کی کھوئی ہوئی شانِ رفتہ کو دوبارہ بحال فرما اور ہمیں دنیا وآخرت میں اپنی رضا اور جنت کا حقدار بنادے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

طالب دعا

محمد رمضان بن محمد اقبال بھٹی

سربراہ، ادارہ روشنی کا سفر

اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان۔

5 صفر 1448 ہجری

مورخہ 20 جولائی 2026ء

مصنف کا تعارف

محمد رمضان بن محمد اقبال بھٹی

دینی علوم، اسلامی فکر اور فکری تجدید سے گہرا شغف رکھنے والے ممتاز محقق اور صاحب طرز مصنف ہیں۔ آپ کا شمار ان علمی شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے قرآن و سنت کی اصل روح کی ترویج، اسلامی عقائد و افکار کی تفہیم اور مذاہب عالم کے تقابلی مطالعے کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔

علمی سفر اور تحقیقی منہج

مصنف نے اسلام اور دیگر ادیان باطلہ بالخصوص برصغیر کے مذہبی فکر کے تقابلی مطالعے اور عمیق تحقیق میں اپنی زندگی کے تقریباً 30 سال صرف کیے ہیں۔ آپ دینی وعصری علوم کے امتزاج سے آراستہ ہیں اور ایک طویل عرصے سے تحریر و تصنیف کے میدان میں دعوت و اصلاح کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

ان کی تصنیف "اسلام اور برصغیر" ان کے اسی دردمندانہ تحقیقی سفر کا حاصل ہے۔ جس میں قرآن و سنت، برصغیر کا تاریخی و مذہبی پس منظر، ہندو دھرم، اسلامی معاشرت، فقہ اور اجتہاد جیسے معرکہ الآراء موضوعات پر مدلل اور جامع بحث کی گئی ہے۔ مصنف قاری کو جامد تقلید اور روایات پرستی کے بجائے بصیرت، تفکر اور دلائل کی بنیاد پر دین کو سمجھنے کی دعوت دیتے ہیں۔

ادارہ

روشنی کا سفر

اوکاڑہ، پنجاب، پاکستان

مصنف کی دیگر شاہکار تصانیف

3 بریلویت اور اسلام

برصغیر کے مذہبی افکار اور عوامی بدعات کا قرآن و سنت کے معیاری پر تنقیدی و اصلاحی تجزیہ۔

2 گورے چہرے، کالے دل

اہل مغرب کے تہذیبی، فکری اور نفاق پر مبنی رووں کی نقاب کشائی کرتی ہوئی ایک استدلال آفرین تصنیف۔

1 ینزف اسلام (اسلام کا بہتا لہو)

امتِ مسلمہ کے موجودہ فکری و زوالی حالات اور درپیش داخلی و خارجی چیلنجز پر ایک دردمندانہ اور فکر انگیز جائزہ۔